

پریس یولی

اس کتاب کے چار حصہ طبع ہو کر باہری نظر سے گذرے ہیں ہم قبل اسکے کہ اس پر را
زنی کریں اسکے اثر و مطالب کی تلخیص مناسب سمجھتے ہیں تاکہ مجسم شک آنست کہ خود ہو یا نہ کہ
عطار بگوید اس کتاب کی خوبی خود اسی سے ظاہر ہو اور جو کچھ ہم اس کی نسبت کہیں اس میں
کسی کو مبالغہ کا گمان نہ ہو۔

اسکے حصہ اول میں تو صرف سبب تالیف بیان ہوا ہے اور اس کتاب کے جواب پر دس ہزار روپیہ انعام دینے کا اشتہار بقلم حلی درج کیا گیا ہے۔ اس اشتہار کی نسبت ہم یہہہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ یہ مولف کی کمال ثبات قدمی اور عالی ہمتی پر دلیل ہے اور مخالفین اسلام پر خدا تعالیٰ کی جانب سے کمال محبت قائم ہوئی ہے اس اشتہار پر یہی کسی نے اسکے جواب میں قلم نہ اٹھایا تو اس سے کس و ناکس کو اس بات کا یقین حاصل ہونا لازم ہے کہ مخالفین اسلام جو کسیکو اپنے مذہب کی بچائی کا کمال یقین نہیں ہے جو ہے تقلید ہی اعتماد ہے جیسے اوہانکے علم و خیال میں ایسے دلائل قائم نہیں ہیں جیسے کہ اسلام کی بچائی پر دلائل قائم ہیں اس صورت میں انکا اسلام سے انکار انصاف و قنوت کے خلاف ہے۔

اس حصہ کو دو مہینے میں ایک مقدمہ ہے جس میں امور ذیل کا اظہار ہے

امساؤل انڈیب مخالفین اسلام سے تعرض اس کتاب کا اصلی مقصد نہیں ہے
اصل مقصد کتاب اثبات حقانیت قرآن و نبوت محمدیہ ہے جو کہ اس مقصد کا اثبات اعتقاداً
و اعتراضات مذاہب غیر کے ذکر و جواب پر موقوف ہے لہذا بحکم ضرورت ان مذاہب سے

تقریر ہوا ہے۔

اس امر اول کے ذیل میں چار حاشیہ بیان ہوئے ہیں حاشیہ نمبر ۱
بین فرقہ آریہ کے غلط عقاید کا بیان ہے۔ حاشیہ نمبر ۲ میں قرآن شریف کا سب کتب
الہامی سے افضل اور اکمل ہونا۔ حاشیہ نمبر ۳ میں عقاید خلاف عقل کا کھنڈہ ہونا۔
حاشیہ نمبر ۴ میں صرف عقل کا ادراک عقاید حقہ کے لئے کافی نہ ہونا اور مدد الہام
کا محتاج ہونا۔

امریکیم۔ اس کتاب کے جواب لکھنے کی اس شرط کا بیان کہ دلائل کتاب کو
تجاہد مانتقل کر کے اسکا جواب دین اور برہم سماج اور مدعیان پیردی الہامی کتب کو اس
جواب کی طرح کی ہدایت۔

امریکیم۔ جو دلائل اس کتاب میں بیان ہوئے ہیں وہ قرآن سے ماخوذ ہیں۔
مخالفین بھی جو دلائل پیش کریں اپنی کتاب سے نکالیں اپنی طرف سے نکال کر پیش کریں
تو وہ دلائل انکی خیالی نکات بعد الوقوع قرار دی جا دیں گے انکی کتاب کے مصدق نہ سمجھو
جائیں گے۔ اس امر کے ذیل میں ایک حاشیہ نمبر ۵ مرقوم ہے جس میں اس امر
رسوم کا عقلی ثبوت دیا گیا ہے۔

امریکیم۔ اس کتاب میں کسیکے اکابر مذہب کی نسبت کوئی لفظ ظالم نہیں
نہیں لکھا گیا۔ مخالفین بھی اس امر کی رعایت کریں۔ پیڈت دیانندیشواری آریہ کی طرح
انہی کی جناب میں بے ادبی و گستاخی سے پیش نہ آویں۔
اسکے ضمن میں پیڈت دیانند کی زیادتیوں اور بدگوئیوں کا بیان بھی اس کے عقاید
باطلہ کی تفصیل۔

اس امر (چہارم) کے ذیل میں نمبر ۶ سے ۱۰ تک حاشیہ مرقوم ہیں
حاشیہ نمبر ۶ میں عیسائیوں کی زیادتیوں اور بے تہذیبیوں کا ذکر ہے اور حاشیہ
نمبر ۷ میں آریہ کی سوغنی کا ذکر اور حسن ظن کی ضرورت کا ثبوت اور حاشیہ نمبر ۸ میں
چارون دیک کے بے اعتبار ہونے کا ثبوت اور حاشیہ نمبر ۹ میں آنحضرت کو خاتم الرسل

ہونے کا بیان اور اس اعتراض کا جواب کہ وحی کا فیض بند کیوں ہو گیا اور حاشیہ
 نمبر ۱۱ میں نزول قرآن کی ضرورت کا ثبوت اور اس میں پادریوں کی شبہات کا جواب۔
 اس حصہ کے اخیر میں اس کتاب کے فوائد حسب تفصیل ذیل بیان ہو رہے ہیں۔
 (۱) یہ کتاب جملہ مہمات دینیہ پر مشتمل ہے (۲) اس میں تین سو دلائل حقانیت اسلام مذکور
 ہیں (۳) اس میں یہودی عیسائی جو کسی آریہ برہمنوت پرست دہریہ عقلیہ آجہتی
 لائبرٹ سب کے شبہات کا جواب ہے۔ (۴) اس کتاب میں مخالفین کے اصول مذہب پر
 عقلی طور پر بحث و نکتہ چینی کی گئی ہے۔ (۵) اس کتاب میں اسرار و معارف قرآن شریف
 بیان کر گئے ہیں جسکی نظر سے یہ کتاب نذر ایک تفسیر کے ہے (۶) اس میں دلائل عقلیہ صحیحہ
 سے استدلال کیا گیا ہے جس سے ناظرین کی توت فکریہ کو ترقی متصور ہے۔

تلخیص مطالب حسب سوم

حصہ سوم میں پہلے فصل کتاب کا آغاز ہے جس میں قرآن شریف کی افضلیت اور
 حقانیت پر بیرونی اور اندرونی شہادتوں کا بیان مقصود ہے۔ اس مقصود سے پہلے چند
 تمہیدات کے ضمن میں چند ایسے مقدمات کا بیان ہے جن کا بیان مولف نے قبل مقصود ضروری
 سمجھا۔ تمہید اول میں شہادت بیرونی اور اندرونی کی تشریح کی گئی ہے وہ واقعات
 خارجی مراد ہیں جسکی نظر سے اس کتاب کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اندرونی سے اس کتاب
 کے ذاتی کمالات اور عمدہ تعلیمات۔

تمہید دوم میں بیرونی شہادتوں کے چار اخذوں کی تشریح ہے۔
 (۱) وہ امور خارجی جو محتاج اصلاح تھے۔ (جیسے کفر وغیرہ اعمال بد)۔

(۲) وہ امور خارجی جو تکمیل کے محتاج تھے۔ (جیسے تعلیمات کتب الہامیہ سابقہ جو زمانہ العبد

مذمومہ اندکی قید اسلئے لگائی گئی ہے کہ اس زمانہ میں وہ تعلیمات نہیں مل سکتیں گوزاد الہامی وہ

ناقص معلوم ہونے لگیں یہ اسلئے کہا گیا ہے کہ اسکی تعلیمات کوئی نقصان نقص نہیں کرے اسکی مدد پر

کی نسبت ناقص و غیر مکمل نظر آتی تھیں۔

(۴) امور قد ترسیہ جو بغیر وسیلہ السانی تذبیر و ن کے خدا کی طرف سے پیدا ہوئے ہوں۔

(۴۲) امونعیمہ جو ایسی شخص ہے ظاہر میں جسکی طاقت میں انکا ظاہر ہونا عادتہ محال ہو جیسے کسی آن پڑھ کا اشارات حکیمہ دو فاتی خلفیہ کو بیان کرنا

تنبیہ سوم میں اس امر کا بیان ہے کہ جو غیر محض خدا کی قدرت سے بلا وساطت انسانیا
تدبیر کے معوی ہو اور اس کا پیش اور ایجاد ان مخلوق سے بالاتر ہو نا ضروری ہے اور کسی تمثیل میں
نے کتب الھامی کو پیش کیا ہے اور اچھی تفصیل سے ثابت کر دیا ہے کہ کتاب الہامی کا تمثیل
ہونا ضروری ہے اور اس کی تمثیل ہونے سے اور اس کا انجانب اللہ ہونا ثابت ہونا ہے اس تفصیل
کے ضمن میں مخالفوں کے اعتراضات ذیل کا کافی جواب دیا ہے۔

(۱) بہت سہ کلام نسانی ایسے موجود ہیں جنکی شکل اتنی جتنک دوسرا کلام نہیں ہوا
(جیسے گلستان سعدی و تفسیر ربہ نقط فیضی) پھر کسی کلام کی مشیل ہونے سے اسکا
منجانب اللہ ہونا کہاں ثابت ہوتا ہے۔

(۲) عربی زبانہ والوں کو قرآن مجید کا ہم مثل ہونا کہاں ثابت ہوتا ہے۔

[illegible]

نقصان کا الزام عاید ہوتا ہے، تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیراً اسکی تفصیل اور اس پر دلیل کا کوئی طالب ہو تو وہ اشاعت السنہ میراج سدہ کا صفحہ ۷۰ ملاحظہ کرے متوفی کی کام میں گوئیہ قد اس مقام میں یا بی نہیں گئی گراں گناہ شیعہ میراج اس نمبر کی طرف شمر ہے۔

مناخض مطالب حاشیہ الہامیہ ص ۱۱۱

نمبر ۱۱۱

مطالب

۱۴۶ اس شبہ کا جواب کہ حروف اور کلمات مفردہ میں کلام خدا اور کلام بشر میں اشتراک ہے یہ وہ ہمیشہ کیونکر ہوا

۱۴۸ الہامی کتاب کی خاصیت (جو قانون قدرت میں پایا نہیں جاتی) یقین و جو خالق و جزا و سزا۔

۱۴۹ قانون قدرت سے خدا کے موجود ہونے کا ثبوت نہیں ملتا گو اس کی ضرورت ثابت ہوتی ہے اور جزا و سزا کا بھی اس میں ثبوت پایا نہیں جاتا۔

۱۵۵ الہام کی نسبت برہم سماج کے پہلے اعتراض کا کہ الہام کی ضرورت نہیں جواب

۱۶۱ آئیکے اعتراض و وہم کا کہ الہام کے ضروری ہونے سے اس کا موجود ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ جواب۔

۱۶۲ آئیکے اعتراض سوہم کا کہ عقل حسب قدر مفید معرفت ہے نجات کے لئے کافی ہے۔ جواب۔

۱۶۹ آئیکے اعتراض چھارم کا کہ الہام ضروری اور عقل ناکافی ہے تو ہر ایک بشر کو الہام کیوں نہیں ہوتا۔ جواب۔

۱۷۱ عیسائیوں کے اس اعتقاد پر کہ انبیاء کے لئے تقدس اور عصمت اور محبت الہی حاصل نہیں ہے اعتراض۔

۱۸۲ برہم سماج کے اعتراض پنجم کا کہ مدارجات قرآن ہر توبہ تمام مہمورات میں شائع کیوں نہیں ہوا۔

۱۸۸ مورد الہام ہونے میں تفاوت مراتب اشخاص کی حکمتوں کا بیان۔

یہ تصدیقات حاشیہ میں جو تین کے بعد خطا قائل دیکھ لیا گیا ہے۔ ۱۱

۱۹۱ # برہم سراج کے اعتراف ششم کا کہ قانون قدرت جو کبھی بند نہیں ہوتا رہتا ہے نہ الہام جکا دروازہ کبھی کبھی کھلتا ہے۔ جواب

۱۹۹ # ناظرین قانون قدرت کا شرک سے نہ بچتا۔

۲۰۳ # انجو اعتراف سہم کا کہ کسی کتاب کی تمام تصدیقیں ختم نہیں ہو سکتیں۔ جواب

۲۰۸ # انجو اعتراف ششم کا کہ انسان کا خدا سے کلام ہوتا ہے ادبی ہے۔ جواب

۲۱۰ # انجو اعتراف نہم (جہین بخیر ہی انجو شرک میں) کہ آسمان سے کلام خدا کا نازل ہونا نامتصور ہے اور الہام ان خیالات سے بڑھ کر نہیں جو عقل مند و بکر دل سے

اوتھرتھ میں جواب

اس جواب کے ضمن میں کئی اور مطالب بیان ہو چکے ہیں اور کئی اعترافوں کے جوابا ادا ہو چکے ہیں۔

۲۱۱ # (۱) صاحب الہام پر امور غیبیہ منکشف ہو چکے ہیں۔ (۲) سولف کا دعویٰ کہ جبکہ الہام میں شک ہو ہم اسکو مشاہدہ کر دیتے ہیں بشرط صدق۔ (۳) انجو پے روان قرآن کسی

۲۱۵ # عیسائی یہودی آریہ برہم کو یہ الہام نہیں ہوتا۔ (۴) اس اعتراف کا کہ بعض امور

۲۱۸ # غیبیہ نجومی مال میرزم ہی بتا کر ہیں۔ جواب (۵) قرآن شریف کی چند پیشین گوئیاں

۲۱۹ # متضمن امور غیبیہ۔ (۶) اس اعتراف کا کہ انبیا تکلیف میں کیوں رہے۔ جواب

۲۲۳ # برہم سراج کے اعتراف سہم کا کہ اعتقاد الہام ترقی فکر و عقل سے ملنے ہے۔ جواب

تلخیص مطالب حاشیہ نمبر ۱۱ مندرجہ حصہ کتاب

اس حصہ میں حاشیہ نمبر ۱۱ کے دو حاشیہ مندرج ہیں حاشیہ ۱ و حاشیہ ۲۔

۲۱۴ # حاشیہ ۱ و حاشیہ ۲ میں مولوی ابو عبد اللہ غلام علی قصوی صاحب کے انکار الہام اولیا، اللہ کا جواب ہے۔

۲۲۳ # الہام اولیا کے پانچ صورتوں میں سے پہلی صورت۔ حالت غنہ دگی میں

یہ نہ صرف حاشیہ ۱ و حاشیہ ۲ میں جو حاشیہ ۱ و حاشیہ ۲ میں دیکر لکھا گیا۔

یہ نہ صرف حاشیہ ۱ و حاشیہ ۲ میں جو حاشیہ ۱ و حاشیہ ۲ میں دیکر لکھا گیا۔

میں بعض کلمات کا نرمی یا سختی سے جاری ہونا۔

۲۳۶ صورت دوم۔ کامل ہیپوشی کے بعد اذیتیں ایک موزون و لطیف کلام کا جاری ہونا

۲۳۷ اس شبہ کا کہ ایک ادنی امتی اس شرف سے کیونکر مشرف ہو سکتا ہے؟ جواب

۲۳۸ صورت سوم۔ بلا ہیپوشی و غنودگی کوئی کلمہ دل میں آجانا۔

۲۳۸ صورت چہارم۔ سچی خواب میں جنہیں کوئی غیبی امر خدا کی طرف سے متکشف ہوا کوئی

فرشتہ انسانی شکل میں متشکل ہو کر کوئی بات بتا دے۔

۲۵۸ صورت پنجم۔ خلیج سے کوئی آواز سننا۔

۲۶۳ اس قسم کے الہاموں پر قرآن کی شہادت اور الہامات خضر علیہ السلام کا ذکر۔

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱۵ میں عیسائیوں کے اس اعتراض کا کہ قرآن فرعون کی

نئی عمدہ تعلیم کی ہے جو انجیل میں نہ تھی؟ جواب

تلیخیص مطالب چہارم کتاب

حصہ چہارم میں فصل اول کا تہمہ ہے اور تہمید سوم کا کتلمہ اور تہمید سوم کے متعلق

اعتراضات مخالفین (جنہیں دو اعتراض حصہ سوم میں منقول ہو چکے ہیں) کا لبقیہ جوابات۔

۲۹۷ اس اعتراض (نمبر ۳) کا کہ بولی انسان کی ایجاد ہے پہر اس میں انسان کی ترقی اعلم مراد

کمال تک تک ناممکن ہے؟ جواب

۳۰۹ سب بولیوں کا خالق خدا تعالیٰ ہے۔

۳۱۷ اس اعتراض (نمبر ۴) کا کہ بولیوں میں ہمیشہ تصرف و تبدیل ہوتا ہے؟ جواب

۳۲۶ اس اعتراض (نمبر ۵) کا کہ کیوں جائز نہیں ہے کہ طبعی طور پر بولیاں ایجاد ہوں؟ جواب

۳۳۹ مختلف بولیوں میں القاد الہام ہونا۔

۳۵۹ اس اعتراض (نمبر ۶) کا کہ جنگلیوں کو بزرگوں الہام کسی بولی پر کیوں مطلع نہیں کیا جاتا؟

جواب۔

۳۷۳ آریہ کے اس خیال کا ابطال کہ پرمیٹر کی بولی صرف سنسکرت کے باقی بولیاں سب مخلوق

+ یہ نمبر صفحات ۲۵۱ میں جو حاشیہ ہے اسے اور بے۔

کی ایجاد میں۔

۲۶۹ اس آیت (نمبر ۱) کا کہ خدا تعالیٰ نے ایک بولی پر کیوں اکتفا نہ کیا جواب
تمہید چھارم میں یہ بیان ہے کہ قانون قدرت کی عجائبات بھی ایسی ہیں جو ہر آدمی کی نظر
سے معلوم نہیں ہو سکتے۔ خود یہ دریافت ہو تو میں ایسا ہی خدا کا کلام ہونے کو کسی اعتراض

کا محل نہیں۔

۲۷۰ عام اصول نجات کی آسان اور واضح ہیں۔
تمہید ششم میں یہ بیان ہے کہ معجزات منقولی کو معجزات منقولی پر ترجیح ہے۔

۲۷۱ انجیل کے معجزہ منقولی (شفا و بیماریاں) پر بحث
۲۷۲ تازہ مرده کہی تک میں وہاں سے زندہ ہو جاتی ہے۔

۲۷۳ تمہید ششم میں یہ بیان ہے کہ ان غیبی خبروں کو جو قدرت الہی کی ششمن ہوں ان
خبروں پر ترجیح ہے جو طرف اخبار ہوں۔

۲۷۴ تمہید سہم میں یہ بیان ہے کہ قرآن کے علوم و معارف ایک امی کی زبان کر
ظاہر نہ عجیب بات ہے۔

۲۷۵ آن حضرت کے آتی ہونے کی دلیل۔

۲۷۶ مخالفین کی ان باتوں کا کہ محمد کو کسی بشری اجازت نے قرآن سکھایا ہے جواب
تمہید ہشتم جو امر عارف عادت کسی ولی سے ہر روز ہوتا ہے وہ اس ولی کے متبعین

بھی کا معجزہ ہوتا ہے۔

ان تمہیدات ہشت گانہ کی ابتدا اس حصہ (چہارم) میں فصل اول کے پہلے باب کا آغاز ہے جس میں
قرآن شریف کی حقانیت پر بیرونی شہادتوں کا بیان ہے از انجیل پہلے دلیل (راشداوت) کے بیان میں

چند آیات قرآنی کا ذکر ہے جن کا یہ مضمون ہے کہ دنیا میں کفر و غیرہ برائیاں عام تمام ہو رہی ہیں اس لیے
اور اس حالت میں خدا نے رسول بھیجا۔

۵۴۹ ان آیات سے استدلال کی وجہ۔

یہ سب صفحات محتاج ہیں

۵۵۲ ان مقدمات کا ثبوت جو پھر اس استدلال کا مداری ہے۔ خدا تعالیٰ جسمانی اور روحانی حاجتوں کے وقت مدد کرتا ہے۔

۵۵۶ برہم سماج پر اس دلیل سے التزام
یہہ اس حصہ کے مطالب متن کا خلاصہ ہے اب اس حصہ کی حاشیہ نمبر ۱۱ اور اس کی خواہشی کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے۔

خلاصہ مطالب یقینیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مندرجہ حصہ ہمارم کتاب

- ۲۶۹ برہم سماج کے اعتراف و برہم کا تتمہ جواب
۲۸۵ اس اعتراف کی ایک ضمیمہ کا کہ الہام قید ہے اور ہم آزاد جواب
۲۸۶ اس اعتراف کے دوسرے ضمیمہ کا کہ الہام خلاف فطرت ہے جواب
۳۰۱ عقل بلاد الہام صدق و وفا کے محافظ نہیں۔
۳۱۸ نیت شیونہ برائے اگنی ہو تری کے ریویو برائے احمدیہ کا جواب
۳۲۰ نیت کو رجسٹر و خطوط کی ذریعہ سے الہامات کا مشاہدہ کرادینے کا وعدہ
بیشہ ہر امتیاز اسلام بعد مشاہدہ۔
۳۲۷ نیت کے اس اعتراف کا کہ رسول کی شناخت کر لے بجز فطرت کون گواہ ہے پیر
وہی فطرت رہتا کیون نہیں ہو سکتی جواب۔
۳۲۹ نیت کے اس دعویٰ کا کہ قرآن سے بہتر تصنیف ہو سکتی ہے۔ جواب
۳۳۱ پہول گلاب کی بمثل خواص کا بیان۔
۳۳۳ سورہ فاتحہ کے بے مثل خواص۔
۳۳۸ سورہ فاتحہ کے خاصہ حصول صفائی دل۔
۳۴۷ سورہ فاتحہ کے معارف و اسرار۔

یہ نمبر صفحات حاشیہ میں جو متن کے متصل خلاصہ لگا کر لکھا گیا۔

- ۳۶۳ بسم اللہ پادری عموالدین کے اعتراض کا جواب۔
- ۳۶۴ پادری کو با محاورہ عربی بولنے پر انعام کا وعدہ۔
- ۳۶۵ دنیا میں بجز اسلام کوئی مذہب نہیں جو خدا کی نسبت اس تہذیب کا اعتقاد رکھتا ہو۔
- ۳۶۶ ہوا محمد اللہ سے ثابت ہے۔
- ۳۶۷ ہندوؤں اور آریہ کا اعتقاد ربوبیت میں شرک۔
- ۳۶۸ عیسائیوں کا عقیدہ شریک۔
- ۳۶۹ بدھ کا عقیدہ شریک اور عیسائیوں کا اس سے بڑھکر۔
- ۳۷۰ الرحمن الرحیم والہ اللہ یوم الدین کے معارف۔
- ۳۸۳ ان اوصاف کی چار صدائیں۔ خدا کا رب ہونا۔ رحمن ہونا۔ رحیم ہونا۔ جبار و مبرا۔
- ۳۸۶ کمالک ہونا۔
- ۳۸۷ یہ صدائیں دنیا سے اٹھ چکی تھیں تو قرآن نازل ہوا۔
- ۳۸۸ یہودیوں میں ان صدائوں کا پایا نہ جانا۔
- ۳۹۰ عیسائیوں میں انکا پایا نہ جانا۔
- ۳۹۱ ہندوؤں اور آریہ میں انکا پایا نہ جانا۔
- ۳۹۲ برہمن سماج میں انکا پایا نہ جانا۔
- ۴۳۹ سورہ فاتحہ کی باقی تین صدائوں کا بیان اور اقوام غیر کا ان سے محروم ہونا۔
- ۴۷۳ آریہ وغیرہ کا ان صدائوں سے بے خبر ہونا۔
- ۴۷۶ سورہ فاتحہ کی اسرار و لطائف۔
- ۴۹۲ قرآن شریف کے مقاصد عشرہ۔
- ۵۲۸ سورہ فاتحہ کے خواص روحانی۔ از انجملہ اسکی وردی مورد الہام ہو جانا۔
- ۵۳۰ عام لوگوں کی اسکا تجربہ و مشاہدہ کر دینا کا وعدہ بشرط صدق و اختیار اسلام بعد مشاہدہ۔
- ۵۳۸ پیدائش و پیدائش سے اسکی تجربہ و مشاہدہ کا وعدہ بذریعہ خطوط رجسٹری شدہ۔
- ۵۴۴ پادریوں کا وعدہ بشرط صدق و ارادت۔

۵۴۹ لوگوں کے اس شبہ کا کہ یہ لطائف سداون کے اپنی ایجادات اور ذہنی نکات
ہیں جواب

خلاصہ مطالب حواشی حاشیہ نمبر ۱۱

مندرجہ حصہ چہارم کتاب
اس حصہ چہارم میں حاشیہ نمبر ۱۱ کے حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱۱ کا بقیہ اور دو حاشیہ
در حاشیہ اور میں نمبر ۱۱ و ۱۲۔

در حاشیہ حاشیہ حاشیہ کا خلاصہ

۲۸۳ قرآن کو دقیق و اسرار جو بیان ہو کر میں پہلے کسی کتاب میں یا کسی زمین جانے۔
۲۹۳ نور افشان کر اس سوال کا کہ منجی صادق کی علامات و شرائط کیا ہیں جواب
۳۰۲ نجومیوں اور جوشیوں کی پیش گوئی کا بے اعتبار ہونا۔

خلاصہ حاشیہ حاشیہ نمبر ۱۲

۳۳۰ عیسائیوں سے خطاب اور یہ بحث کہ اناجیل اربعہ سبھی الہامی نہیں۔
۳۳۳ عیسائیوں کی اس دلیل کا کہ انجیل کی تعلیم علم اس کے بے مثل ہو فیہ دلیل ہے جواب
۳۳۴ بت پرستوں میں اس سے زیادہ علم کی تاکید ہے۔
۳۳۵ حکم فطرتِ عالم و غضب و دلوں و درسی ہیں۔
۳۵۶ تمدن کا حکم اس کے مطابق ہے۔
۳۴۳ فیضی کی تفسیر بے نقط کے سواضہ کا جواب۔
۳۸۴ تمدن کا لغو و فضول کا ام سے پاک ہونا۔
۳۹۴ آریہ کے دعویٰ فصاحت و الہام وید کا جواب۔
۳۹۹ وید شاعرانہ کلام ہے۔
۴۰۳ وید میں شرک کی تسلیم ہے۔

۱: یہ نمبر صفحات حاشیہ در حاشیہ میں جو حاشیہ کر شخص خط فاصل دیکر لکھا گیا ہے۔

- ۴۰۷ ویدکی شری تیان تفسیر تسلیم شرک۔
- ۴۲۷ اسکے مقابل میں قرآن کی تسلیم توحید۔
- ۴۲۸ قرآن کے متابعت کے آثار۔ (۱) کشف حقائق والہامات۔ (۲) اخلاق فاضلہ
- ۴۵۱ الہام کا تجزیہ و مشاہدہ کرادینے کا وعدہ بشرط صدق و ارادت۔
- ۴۶۱ سیح کا کوئی معجزہ نہ دکھانا۔
- ۴۶۸ مولف کے الہامات ہندی و فارسی و انگریزی و عبرانی۔
- ۵۰۱ جو خوارق پہلے نبی پھیل کر بتائے تھے وہ اب سید المرسل کے خادم (ایجنٹ) کو مراد رکھتے ہیں، علانیہ طور پر دکھاتے ہیں۔

خلاصہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

- ۵۴۴ ایک شخص منکر الہام اولیا کے سوالات کا جواب۔
- ۵۴۵ الہامات اولیا، امت محمدیہ کا ذکر۔
- ۵۴۹ مولف کے الہامات کا ذکر۔

یہ اس کتاب کا خلاصہ مطالب ہے اب ہم اس پر اپنی راسخ نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں۔ ہماری راسخ میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جسکی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً۔ اور اسکا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر یہ مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھ کر تو کہے کہ یہ کم ایک ایسی کتاب بتاؤ جس میں جلد فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہمن مسلح سراسر زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دوچار ایسے اشخاص انصار اسلام کے نشان دہی کرنے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھالیا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابل میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جبکہ وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس

آگرا اس کی تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوامِ غیرہ کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔
مگر انیسویں صدی میں سب سے پہلے اس کتاب کی خوبی و بحق اسلام نفع رسانی سے
بعض مسلمانوں نے انکار کیا ہے اور یہ طبقہ اتجعلون رزقکم انکم تکذبون
اس احسانِ مولف کے مقابلہ میں کفران کر کے دکھا دیا۔

اُنکے اس انکار و کفران کا مورد و موجب مولف کتاب کے وہی الہامات ہیں جو اس کتاب

۴۔ امرتسر و لودیانہ وغیرہ کے سیکڑیں۔

نوٹ۔ لایق توجہ گورنمنٹ۔ اس انکار و کفران پر باعثِ لودیاں

کے بعض مسلمانوں کو تو صرف حدودِ عداوت ہی۔ جسکے ظاہری دوسبب ہیں۔ ایک یہ کہ اُن کو اپنی جہالت (نہ اسلام کی ہدایت) سے گورنمنٹ انگلشیہ پر جہاد و بغاوت کا اعتقاد ہے۔ اور اس کتاب میں اس گورنمنٹ پر جہاد و بغاوت کو ناجائز لکھا ہے۔ لہذا وہ لوگ اس کتاب کو مولف کو منکر جہاد سمجھتے ہیں اور ازراہ تعصب و جہالت اسکی بغض و مخالفت کو اپنا ہی فرض خیال کرتے ہیں۔ مگر چونکہ وہ گورنمنٹ کے سیف و اقبال کے خوف سے علانیہ طور پر اُنکو منکر جہاد نہیں کہہ سکتے اور ہر عام مسلمانوں کے درمیان جیسے انکو کافر بنا سکتے ہیں لہذا وہ اس سے کفر کو دل میں کہتے ہیں۔ اور کچھ خاص اشخاص (جیسے سکویہ خبر نیچی ہے) کسی پر ظاہر نہیں کرتے اور اسکا اظہار دوسرے کے لباس و سیارے میں کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ براہین احمدیہ میں سلطانِ فلان امور کفر (دعویٰ نبوت اور نزولِ قرآن اور تعریفِ آیات قرآنیہ پائی جاتی ہیں) اسلام کا مولف کافر ہے۔

موقع جلسہ کے تیار بند می آ دیو بند پر یہ حضرات پہنچے ان میں پوچھو اور لہری لہری فتویٰ تکفیر مولف براہین احمدیہ کے لکھ کر گئے گھر اور علماء دیوبند و گنگوہہ وغیرہ سے اس پر دستخط و امیر شیعہ کر نیچے خواستگار ہوئے۔ مگر چونکہ وہ کفر الکا پنا خانہ ساز کفر تھا جس کا کتاب براہین احمدیہ میں کجیہ ائمہ پایا نہ جاتا تھا لہذا علماء دیوبند و گنگوہہ و ان فتوؤں پر یہ دستخط کرنے سے انکار کیا اور ان لوگوں کو تکفیر مولف سے روکا۔ اور کوئی ایک عالم بھی ان کا اس تکفیر میں موافق نہ ہوا۔ جس سے وہ بہت ناخوش ہوئے اور بلا ملاقات دہان سے یہاں گئے اور کا نام ہم مستنصر و فرقت من قسوق

کے انحصار برکات میں۔ ان الہامات کو بعض مسلمان تو صرف غیر صحیح و غیر ممکن و ناقابل تسلیم بتاتے ہیں اور بعض (لودانہ والی) انکو کھلم کھلا کفر قرار دیتے ہیں فرق اول (امریکی مسلمان) تو اپنی انکار کی وجہ یہ پیش کرتے ہیں کہ الہام غیبی (جو ہم تک وحی یا خبر انبیاء کیونہیں ہو سکتا اور آج تک کسی کو نہیں ہوا اور اگر طبعی خیالات و خطرات مراد میں تو ان کو ولی مری کیا خصوصیت یہ خطرات کا فرائض بلکہ حیوان کہی وغیرہ کو بھی ہوتے ہیں۔

کے مصداق سب سے

ماظن الکامیہ حال سنکر متوجہ اور اس امر کے منتظر ہو گئے کہ ایسے دلیر اور شیر بہادر کون ہیں جو عسلا، وقت کے مخالف ہو کر ایسے جلیل القدر مسلمان کی تکفیر کرتے ہیں اور اپنی ہڈیاں گورنمنٹ کے (جسکے فلاحیت میں بالاس شعار نہیں ادا کرتے ہیں) جہاد کو جائز سمجھتے ہیں۔ انکے دفع تعجب اور رفع انتظار کے لئے ہم ان حضرات کے نام بھی ظاہر کر دیتے ہیں۔ وہ مولوی عبدالغیرؒ و مولوی محمدؒ وغیرہ پسران مولوی عبدالقادرؒ ہیں جن کی سیکرٹری باغی و بدخواہ گورنمنٹ ہوا سیم اشاعت السنہ نمبر ۱ جلد ۱ وغیرہ میں ظاہر ثابت کر چکے ہیں اور اب بھی سبک طور پر سرکاری کاغذات کی شہادت سے ثابت کرنا جو موجود و مستعد ہیں اگر وہ یا کوئی الگ ناداف متفقہ اس سرکار کرے۔

دوسرا سبب یہ کہ انہوں نے باستانات بعض مغز ال اسلام لودانہ رجنکی نیک نیتی اور خیر خواہی ملک و سلطنت میں کوئی شک نہیں (مقابلہ مدرسہ صنعت کاری انجمن رفہ عام لودانہ ایک مدرسہ قائم کرنا چاہتا تھا اور اس مدرسہ کے لئے لودانہ میں چندہ جمع ہوا تھا کہ ان ہی دنوں مولفہ بریلین احمدیہ باستان عا ل اسلام لودانہ پہنچ گئے۔ اور انکو مسلمان انکو فیض زیارت اور شرف صحبت سے مشرف ہوئے۔ انکی برکات و اثر صحبت کو دیکھ کر اکثر چندہ والو انکی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور اس چندہ کے بہت شر و پیہ طبع و اشاعت بریلین احمدیہ مولف کی خدمت میں پیش کر گئے۔ اور مولوی صاحبان مذکور تہدیدت ہو کر ہاتھ پٹی رگڑ کر آس امر نے ہی ان حضرات کو یہ پایا اور مولف کی تکفیر پر آمادہ کیا۔ جنکو ان باتوں کی

اور فریق دوم (لودمانوی مدعیان اسلام) اپنی تکفیر کی بہتہ و پیش کرتے ہیں کہ ان الہامات میں مولف نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے آپ کو ان کلمات کا جو انبیاء مخصوص میں محل ٹھہرایا ہے اور ان آیات قرآنیہ کا جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سابقین کے خطاب میں وارد ہیں سورہ نزول قرار دیا ہے۔ از انجملہ چند آیات مہر حسمہ و نشان محل بیان قرآن و برائین احمد یہ کی جاتی ہیں۔

۱) رسول تو کہندے اگر تمہیں خدا کی محبت ہے تو میری تابعداری کرو خدا تم سے پیار کرے گا۔
۲) (نبی) کپڑا لپیٹ کر پڑ جائی والے اٹھ لو گون کو جگا اور آیت رب کی ٹرائی بیان کر۔
۳) اے نبی یکار کر کہ جو تجھ کو حکم ملا ہے اور جاہلوں سے مومنہ پھیر لے۔

۴) مشرکوں کو کہہ کہ یہ قرآن دو بستیوں کے اور طائفہ کسی سردار پر کیوں نہ اترے۔
۵) ہکو اپنی قسم ہے ہم تجھ سے پہلے امتوں کی طرف رسول بھیجے ہر شیعہ طان تو انکو ان کے بد اعمال اچھ کر دکھائے۔

تو کہندے (اے نبی) میں تمہاری جیسا بشری ہوں پر میری طرف وحی ہوتی ہے۔

(۱) قل انکمتم محبوبون اللہ فاتبعونی
یحبکم اللہ۔

(۲) یا ایہا اللہ فرقہ فاندرو و ربک تکبر۔
(المذبح اب ص ۲۴۲)

(۳) فاصبح با تود و اعرض عن الجاہلین
(الحج ع ۶ - ب ص ۵۰۳)

(۴) وقالوا لولا نزل القرآن علی رجل من
القرتین عظیمہ۔ (زخرف ع ۲ ب ص ۵۰۳)

(۵) تا اللہ لقد ارسلنا الی الامم من
قبلک قسریں طرد الشیطان اعما الہم۔

(نمل ع ۶ ب ص ۵۰۴)

(۶) قل انما انا بشر مثکم یوحی الی

(م انفج ع ۱ ب ص ۵۱۱)

صدق ہیں شک ہو وہ ہکو اس امر سے مطیع کریں ہم لودمانہ سر عمدہ اور واضح طور پر ان باتوں کی تصدیق کر ادیکر۔ وباللہ التوفیق۔

امرتہ کے مسلمانوں کے اس انکار کا باعث انکی ناہمی اور لودمانی اور کس قدر
ال دلائل میں سکوشتہ معنی انکو غاص کر مولف برائین احمد یہ کی کج عداوت نہیں ہے۔

(۷) انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفلك الله
ما تقدم من ذنبك وما تأخر -

(انفسہ ۱۶ ب ص ۵۱۵)

(۸) انا اعطيتك الكوثر فصل لربك الحمد

(کوثر ۱ ب ص ۵۱۵)

(۹) يا صلي الى متوفيك ورافعت

الي وجعل الذين اتبعوك فوق الذين

كفروا الى يوم القيمة -

(آل عمران ۶۶ ب ص ۵۵۶)

(۱۰) وبالحق انزلناه وبالحق نزل -

(نبی اسرائیل ۱۶ ب ص ۵۹۸)

(۱۱) يا آدم اسكن انت زوجات الجنة

(تقرع ۲۶ ب ص ۲۹۶)

ہننے تلو (اسے نبی) کھلی کھلی فتح وہی ہے
تا کہ تیرے ہی اگلے پیچھے گناہ ہم معاف
کریں -

اسے نبی ہمیں تجھے جوں کو تر عطا کیا ہے پس
تو خدا کے ہی نازیدہ - اور قربان کر

اسے جیسی میں تجھ کو ت کیوالہ ہوں - اور

اپنی طرف اٹھائیوا اور تیرے ہی پر روان کو تیرے
منکر دن سے قیامت تک اور نجات دہی والہ -

ہننے قرآن کو حق کے ساتھ انا راہی اور بھیجہ

حق کے ساتھ انا راہی -

اسے آدم تو او تیرے ہی جو رو بہشت میں ہے

اسی قسم کی بیسیوں آیات اور میں جیسے مورد نزول ہونیکا مولف کو دعویٰ ہے علاوہ ہر ان بہت
سی عربی و انگریزی و فارسی فقرات ایسے اس کتاب میں درج ہیں جسے مولف کا دعویٰ نبوت تشریح
ہوتا ہے جیسے یہ فقرات (عربی زبان میں)

انت وحيه في حضرتي اخترتك لنفسي

(ب ص ۲۸۹)

انا انزلناه قريبا من القادريان وبالحق

انزلناه وبالحق نزل -

(ب ص ۲۸۹)

تو ہماری بارگاہ میں صاحب وجاہت ہے - ہننے

تجھ کو اپنے لیے چن لیا ہے

ہننے اسکو یا اسکو یا اسکو الہامات کو قادیان کے

قریب انا راہی اور ہمیں انکو حق کے ساتھ

انا راہی - اور حق کے ساتھ اترے ہیں -

ان آیات و فقرات کو دیکھ کر فریق مکر کو یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ مولف کتاب

ان آیات قرآنی کا جو انبیاء کے شان و خطاب میں وارد ہیں انہیں آپ کو مخاطب ٹھہراتا ہے اور ان

کلمات کا (جواہرات یا ان عربی فقرات میں مذکور اور وہ انبیاء مخصوص ہیں) محل ہونے کا مدعی ہے پہر اوسکے دعویٰ نبوت میں کیا کسر رہی۔

ایک مولوی صاحب (امرتسری) ایک اور دعویٰ الہام آیات قرآن کے مقابلہ میں اپنی رسالہ میں لکھتی ہیں کہ دعویٰ الہام آیات قرآن ان آیات کا مخاطب و مورد اپنی آپ کو تھرتا ہے تو اس شخص کے ان کا دعویٰ اعجاز و تحدی (قرآن کے مثل بنائے کا مطالبہ) باطل ہوتا ہے کیونکہ ان آیات کو جو اس شخص کے خطاب میں نازل ہوئے ہیں قرآن تو کھانہ نہیں جاسکتا۔ اس لئے کہ وہ غیر نبی کے خطاب میں نازل ہوئے ہیں اور قرآن وہ ہے جو آنحضرت کے خطاب میں نازل ہوا اور مع ذلک وہ آیات صورت و الفاظ میں مثل قرآن ہیں تو قرآن کا بمثل ہونا کہاں باقی رہا اور دعویٰ اعجاز و تحدی کیوں کر نہ ٹوٹا۔

ان دلائل تکلف و انکار کے علاوہ فریقین ان الہامات پر کئی اعتراضات اور پوچھ کر تھے میں جن سے ان الہامات کا غلط اور ناقابل اعتبار ہونا ثابت ہو۔ ان ازان جملہ ایک اعتراض یہ کہ بعض الہامات میں لفظی و معنوی غلطیاں ہیں جیسے ہندی الیٰت بجمع النخلہ سے جو بصیغہ تانیث ہے مولف مذکر کا خطاب اور یا میرم اسکن انت و زوجات الخندہ میں میرم مونث کا صیغہ مذکر کا خطاب اور میرم کے لئے زوج کا اثبات۔

از انجملہ یہ کہ بعض الہامات انگریزی میں ہوئے ہیں اور انگریزی ایسی بڑی زبان ہے کہ اوسکی بڑی پیڑ اور بولنے سے مومن کا ایمان جاتا رہتا ہے یا اسکو گناہ چٹ جاتا ہے پہر اس میں الہام خداوندی جو ایمان کا رہتا ہے کیونکہ ممکن ہے۔ از انجملہ یہ کہ مولف نے اپنے الہامات کے قطعی ہونیکا دعویٰ کیا ہے حالانکہ ملا اہل سنت الہام کو محبت نہیں سمجھتی چنانچہ عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ الہام علم صحیح کا موجب و سبب نہیں ہے اور عامہ مکتب میں لکھا ہے کہ اور شریعہ چارہ میں جنہیں کشف و الہام غیر نبی کو کسی نے شمار نہیں کیا۔

الہام لیس من اسباب المعرفۃ بفتح اللام
عند اهل الحق

یہہ اس کتاب پر اسکے مخالفین کی مذہبی نکتہ چینی ہے۔ بعض حاسدین کوتاہ اندیش (لودانہ کے مدعیان اسلام) نے اس نکتہ چینی کے علاوہ اس پر

یہہ اصل اعتراضات ہیں۔ انکی فروعات اور بہت ہیں جنکا ذکر و جواب ان اعتراضات کے جوابات کو

پولٹیکل مکتبہ چینی بھی کی ہے اور بوجہ شدت حسد و عناد و بغض وقتہ و فساد بعض
لوہ ہانڈ کے عوام میں یہ بات شایع کر دی ہے کہ یہ کتاب گورنمنٹ کی مخالف ہے اور اسکی مولف
نے پیشوا کی مذہبی کے علاوہ پولٹیکل سہرداری کا بھی اسپین دعویٰ کیا ہے اپنے آپ کو مسیح قرار دیا ہے
اور اپنے غلبہ اور فتح کی بشارتیں اور اپنے مخالفین کی شکست و نہریت کی خبریں اسپین درج
کی ہیں۔ اس بھتیان واقف پر داری سے شاید انکی عرض بھی ہو کہ یہ بھتیان
عوام میں شہرت پا کر خواص تک پہنچ جائے۔ اور رفتہ رفتہ گورنمنٹ کے گوش گزار ہو جائے اور
گورنمنٹ کی طرف سے کتاب یا اسکی مولف سے کسی قسم کی فراہمت ہو۔

ہر چند ہم کو اپنی بیدار مغز عاقبت اندیشی کی منمنٹ سے یہ توقع (یا اندیشہ)
نہیں کہ وہ ایسی بے بنیاد اور مبنی بر حسد و عناد باتوں کی توجہ کرے اور کسی مفسد خود غرض کے
کہنے سے مولف کتاب سے (جسکے تمام خاندان کا خیر خواہ سلطنت ہوا گورنمنٹ کو بخوبی معلوم ہے
اور خاص اسکا خیر خواہ ہوا اسکی اس کتاب سے آفتاب نیروز کی طرح ثابت ہے) کسی قسم کی فراہمت
کرے و لیکن چونکہ اکثر عوام اور بعض خواص مولف اور اسکی خاندان کے حالات سے واقف
نہیں اور اکثر اشخاص اصل کتاب کو دیکھ ہی نہیں سکتے اور اس وجہ سے انکے خیال پر اس بھتیان
اشتبہ (مولف سے موافقتی اور کتاب سے وحشت) پیدا ہونا ممکن ہے لہذا ان لوگوں کی
رفع وحشت اور انکے خیال کی اصلاح و حفاظت کے لئے اس نکتہ چینی کا ذکر و جواب
یہی اس سرائی میں مناسب معلوم ہوا۔

ہماری تحقیق و تجربہ و یقین و مشاہدہ کر دے یہ سب نکتہ چینیان (مذہبی
میں خواہ پولٹیکل) اور سرتاپا سو و فہمی یادیدہ دانستہ و ہو کہ وہی برہمینی ہیں۔
اور جب سب دعویٰ الہام جو کچھ مولف کی نسبت کہا گیا ہے محض ہے اصل ہے نہ مولف کو نبوت
کا دعویٰ ہے نہ حصول خصوصیات و کمالات انبیاء کا ادعا نہ پولٹیکل سہرداری کا خیال ہے نہ بخیر
مذہبی ہدایت و اشاعت بذریعہ قسم و زبان کسی امر کا قصد و مقال اسلئے ہم حسبہ نکتہ چینی
لنحلتی اللہ اس ریویو میں ان نکتہ چینیوں کا جواب دیتے ہیں۔ اور ان تہمتوں سے کتاب اور
مولف کے واسن کو پاک کرتے ہیں اور چونکہ مذہبی نکتہ چینی کا جواب زیادہ بحث طلب ہے

اور جواب پولیشکل مکتب چینی مختصر لہذا ہم اسکے جواب کو مقدم کرتے ہیں۔ واللہ التوفیق

پولیشکل مکتب چینی کا جواب

مولف برائین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہماری معاصرین ایسی واقف کم نکلیں گے۔ مولف صاحب ہماری جموطن میں بلکہ اوایل عمر کے (جب ہم قطبی و شرج ٹکاپتے تھے) ہمارے ہم مکتب اُس زمانہ سے آج تک ہم میں نہیں خط و کتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے اسلئے ہمارا یہ کہنا کہ ہم اُن کے حالات و خیالات سے بہت واقف ہیں مبالغ قرار نہ دئے جانے کے لائق ہے۔

گو کہ نمٹ انگلشیہ کی مخالفت کا خیال مولف کے اس پاس ہی نہیں پہنکا وہ کیا انکے خاندان میں اس خیال کا کوئی آدمی نہیں ہے بلکہ انکے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضیٰ نے تو عین زمانہ طوفان بے تیزی (عذر شاہ) میں گو نمٹ کا غیر خواہ جان نثار و فادار ہونا عمل ہی ثابت کر دیا اس غدر میں جبکہ ترموون کے گھاٹ پر متصل گورداسپورہ منسین بدطینت نے یورش کی تھی آنکھ والد ماجد فرما وجودیکہ وہ بہت بڑی جاگیر دار و سوار نہ تھے اپنی جیب خاص سے کچا اس گھوڑے سے سواران و ساز و سامان طیار کر کے زیر کمان اپنے سرزد و لہب تنڈ مرزا غلام قادر مرحوم کے گو نمٹ کی معاونت میں دس جیسر گو نمٹ کی طرف سے انکی اس خدمت پر شکریا ادا ہوا اور کسی قدر انجام ہی ملا۔ علاوہ بران ان خدات کے لحاظ سے مرزا صاحب مرحوم (والد مولف) ہمیشہ موردِ کرم و لطف گو نمٹ رہے اور دوبار گو نمٹری میں عزت کے ساتھ انکو کرسی ملتی رہی اور حکام اعلیٰ ضلع و قسمت (یعنی صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر) چٹھیا خوشنودی مزاج جنہیں سرکئی چٹھیا اس وقت ہماری سامنے رکھی ہوئی ہیں) وقتاً و قماً انکو عطا کرتے رہے ہیں اُن چٹھیا سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بڑی دلی جوش سے لکھی گئی ہیں جو بنیاد ایک خاص خیر خواہ اور سچے و فادار کے کسی دوسرے کے لکھے ہوئے نہیں ہو سکتے اکثر صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر اپنی ایام دورہ میں ازراہ خوش خلقی و محبت و دلجوئی مرزا صاحب کے مکان پر جا کر ملاقات کرتے رہے اور انکی وفات پر صاحبان کمشنر و فاضل کمشنر اور صاحب

گورنمنٹ گورنر بہادر نے اپنے خطوط میں بہت سا افسوس ظاہر کیا ہے اور امید ہے کہ اس قدر دانی اور اس خاندان کے لحاظ اور رعایت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اسی شرف خاندان اور قدیم خیر خواہ ہونیکے لحاظ سے صاحب فنانشل کسٹرن بہادر نے اندون میں مرزا سلطان احمد (فرزند مولف) کے لئے تحصیل داری کی خاص سفارش کی ہے جسکی رپورٹ بتیمیل حکم ضلع سے روانہ ہو چکی ہے۔ الفرض یہ خاندان قدیم سی خیر خواہ اور زیر نظر عنایت گورنمنٹ چلا آتا ہے۔ ان حالات و واقعات کی تصدیق کے لئے مجملہ ان چہ بیات کی جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہیں ہم تین چہ بیات حاشیہ میں نقل کرتے ہیں تاکہ حاسدنا عاقبت اندیش اس خاندان کی گورنمنٹ انگیزی میں قدر و منزلت سوا کا دیکھ کر اپنے ارادہ بد فہمت فاسد سے باز آویں اور عام مسلمان انگیز دیکھ کہ میں اگر اس کتاب اور اسکو مولف سے بد گمان اور متوہش نہ ہوں ہر چیز خاصہ مولف کتاب (مرزا غلام احمد صاحب) سوا کی عالمانہ اور درویشانہ وضع

نقل مرسل
(روسن صاحب)

نمبر ۳۵۳

تہو ریناہ شجاعت و ست گاہ مرزا غلام
رئیس قادیان حفظہ

عزیزہ شہناشہم ہر یاد دہانی خدمات
و حقوق خود و خاندان خود بہ ملا حظہ
انجانب در اندام خوب میداریم کہ شک
ستاد خاندان شما از ابتدای وطن و حکومت
سرکار انگیزی جان نثار دفا کیش ملت مسلم
ماندہ اید و حقوق شما را مثل قابل قدر
بہر نیج تسلی و تشفی دارید سرکار انگیزی

Translation of certificate of - J.M. Wilson (2)
To

Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Khuluan

I have perused your applica-
-tion reminding me of your and
your family's past services and rights
I am well aware that since the intro-
duction of the British Govt. you &
your family have certainly re-
-mained devoted, faithful & steady
subjects & that your rights are really
worthy of regard

نمبر ۱۶۸

۱۶۸

برائین احمد پوریو

محالت کو سب کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی مگر جس قدر غیر خواہی کو ٹرنٹ منصب علماء

حقوق و خدمات خاندان شہزادہ بزرگ
فراموشی نہ خواہم کرد ہمدرد مناسب
بر حقوق خدمات شہزادہ و توجہ
کردہ خواہش ہاید کہ ہمیشہ
ہوا خواہ و جان تار سرکار انگیزی
ہمانت کہ دیرین امر خوشنودی رکاد
و بہبودی شہزادہ متصور است فقط

المرقوم ۱۱ جون

۱۸۵۹ء

مقام لاہور۔ امار کلی

نقل مرسلہ

(راہبٹ کٹ صاحب ہارر)

کشیلاہور

تہذیب و شجاعت و ہمت و شجاعت و شجاعت و شجاعت
رئیس تادیان بہافیت باشند۔

از انجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان
موقوفہ عظیمہ از جانب آپ کے زناقت
و غیر خواہی و مدد دہی سرکار دولتمدار
اگر گاشیہ در باب نگاہداشت سوادان و
بہرسانی سپان بخوبی منصبہ مہرور
پیونہی اور شروع مفسدہ سر اجکت

In every respect you may rest assured
& satisfied that the British Govt will
never forget your family's rights and
services which will receive due consi-
deration when a favorable oppor-
tunity offers itself.

You must continue to be faithful
& devoted subjects as in it lies the sa-
tisfaction of the Govt & your wel-
fare. 11-6-1849 Lahore

Translation of Mr. Robert Cust's
Certificate

To

Mirza Ghulam Murtaza Khan

Chief of Kadon

As you rendered great help in en-
listing Sowars & supplying horses
to Govt in the mutiny of 1857 and
maintained loyalty since its begin-
ning up to date & thereby gained
the favor of Govt, a Khilat worth

نقل مرسلہ

اور درویشوں کو مناسب اور انکی قدرت میں داخل ہر اس انہوں نے بھی یہ تہنیک کا عالم کو بھی ملواؤں کہ

آپ بدل مواہ خواہ مسرکار رہے۔
اور باعث خوشنودی مسرکار ہوا
لہذا بجب لدی اس غیر خواہی و غیر سکا
کے خلعت مبلغ دو صد روپہ کا مسرکار
سے آپ کو عطا ہوتا ہوا و حسب شاہی
صاحب چیف کمشنر بہار نمبر ۷۶۶ مورخہ
۱۱ اگست ۱۸۷۶ء پر روانہ کیا گیا خوشنودی
سرکار دیکھائی و فائدہ کی تم آپ کے لکھا ہوا
مردم تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۷۶ء۔

نقل مراسلہ قنصل

مشفق بہران و دستار مرزا غلام قادیان
رئیس قادیان حفظہ۔

آپ کا خط ۲۰ اہ حال کا لکھا ہوا
حضور انجانب میں گذرا مرزا غلام قادیان
صاحب آپ کی والد کی وفات سے بہت
بہت اندوس ہوا مرزا غلام قادیان
سرکار انگریزی کا اچھا غیر خواہ اور وفادار
رئیس تھا ہم آپ کی خاندانی خدمات
کے لحاظ سے اسی طرح پر عزت کر سکر
جس طرح تہذیب و باپ و فسادار

Rs 200/- is presented to you in recog-
-nition of good services & as a reward
for your loyalty.
Moreover in accordance with the
wishes of Chief Commissioner as
conveyed in his no. 576 of 10th August 1876
this parwana is addressed to you
as a token of satisfaction of Govt
for your fidelity and repule-

Translation of Sir Robert Egerton
Financial Commr Muramba.

of 29th June 1876

My dear friend Ghulam Qadir

I have perused your letter
of the 2nd instant & deeply regret
the death of your father Mirza
Ghulam Muramba who was a
great well wisher & faithful chief
of Govt.

In consideration of your family

نقل مراسلہ قنصل

اور فقیروں کا ہتھیار دعا و مولانا نے ان ہتھیاروں کے ساتھ گورنمنٹ کی خیر خواہی و معاونت سے دیرینہ نہیں فرمایا اپنی قلم سربار لکھ چکے اور اپنی اسی کتاب میں جسکی اشاعت انکا شمار و زسی فرض ہے وہ صاف درج کر چکے ہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسانی برکت کا حکم رکھتی ہے خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا۔ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے اسلام کا

کی کیا تھی۔ بہرہ کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہاری خاندان کی تہریار اور پابجاسالی کا خیال رکھیں۔

الرقوم ۱۹ جون ۱۹۷۶ء
الرقسم۔ سردار برٹ ایچ جی
تاشمل کشنریاب

services I will esteem you with the same respect as that bestowed on your loyal father. I will keep in mind the restoration & welfare of your family where a favorable opportunity occurs

۱۱/۱۱/۱۹۷۶ء

☆ اصل کلام مولف یہ ہے جو اس کتاب کو حصہ سوم و چہارم سے پہلے بغیر نقل کیا جاتا ہے۔
حصہ سوم کے ابتدائی اوراق میں آپ فرماتے ہیں مسلمانوں پرچہ امور کا اپنی اصلاح حال کے اپنی بہت اور کوشش سے انجام دینا لازم ہے وہ انہیں فکر اور غور کے وقت آپ ہی معلوم ہوجائیں گے حاجت بیان و تشریح نہیں مگر اسبجک ان امور میں سے یہ امر قابل تذکرہ ہے جس پر گورنمنٹ انگلشیہ کی عنایات اور توجہات موقوف ہیں کہ گورنمنٹ ہندو کے دل پر اچھی طرح یہ امر مرکوز کرنا چاہئے کہ مسلمان ہند ایک وفادار رعیت ہے کیونکہ بعض ناواقف انگریزوں نے خصوصاً ڈاکٹر دھندو صاحب نوکر کے پیشکش تعلیم کے اب پریسڈنٹ ہیں اپنی ایک مشہور تصنیف میں اس دعویٰ پر بہت امر کیا ہے کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے دلی خیر خواہ نہیں ہیں اور انگریزوں سے جہاد کرنا فرض ہے جتنے ہیں۔ گو یہ خیال ڈاکٹر صاحب کا شریعت اسلام پر نظر کر کے بعد ہر یک شخص پر محض یہ اصل اور خلاف واقعہ ثابت ہوگا

ہرگز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہے اور اسکا احسان اٹھا اور
اوسکے ظل حمایت میں باطن و آسائش رہے اپنا مقسوم کھادے اوسکی انعامات متواترہ سے

لیکن انہوں نے بعض کو ہستانی اور بے تیز سنبھالی نالایق حرکتیں اس خیال کی تائید کرتی ہیں
اور شاید انہیں اتفاقی مشاہدات سے ڈاکٹر صاحب موصوف کا وہم بھی مستحکم ہو گیا ہو کہ نہ کہ کبھی ہی
جامل لوگوں کی طرف سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتی رہتی ہیں لیکن محقق پر یہ امر یہ مشہور
ہو گیا کہ اس قسم کے لوگ اسلامی تہذیب سے دور و بچ رہیں اور ایسی ہی مسلمان ہیں جیسے
مسکین عیسائی تہا پس ظاہر کیا گئی یہ ذاتی حرکات ہیں نہ شری پابندی سے اور انکو مقابل پر
ان ہزار مسلمانوں کو دیکھنا چاہئے کہ جو ہمیشہ جان شاری سے خیر خواہی دولت انگاشد کی
کرتے ہیں اور کرتے ہیں شہداء میں جو کچھ فساد ہوا انہیں بھڑکلا اور بدچلین لوگوں کے
اور کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان جو با علم اور باتیز تہا پس کہ مفسدہ میں شامل نہیں ہوا
بلکہ پنجاب میں ہی غریب غریب مسلمانوں نے سرکار انگیزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مدد دی چنانچہ
ہمارے والد صاحب مرحوم نے بھی باوصف کم استطاعتی کو اپنے اخلاص اور جوش خیر خواہی سے
پچاس گھوڑے اپنی گھر سے خرید کر کے اور پچاس مفسد طاولات سپاہی ہم ہو چکا کہ سرکار میں
بطور مدد کے ذریعہ اور اپنی غریبانہ حالت سے بڑھ کر خیر خواہی دکھلائی اور جو مسلمان صاحب دولت
و مال تھے انہوں نے تو بڑی بڑی خدمات نمایاں ادا کیں۔ اب ہم یہ اس تقریر کی طرف متوجہ ہو کر
کہ کہ مسلمانوں کی طرف سے اخلاص اور وفاداری کے بڑے بڑے نمونہ ظاہر ہو چکے ہیں مگر ڈاکٹر صاحب
نے مسلمانوں کی بعضی کی دھم سے ان تمام وفاداریوں کو نظر انداز کیا اور نتیجہ نکالنے کے وقت
ان مخلصانہ خدمات کو نہ اپنی قیاس کے صغریٰ میں جگہ دی اور نہ کبریٰ میں بہر حال ہمارے یہاں
مسلمانوں پر لازم ہے کہ گورنمنٹ پر انکو وہ لوگوں سے متاثر نہ رہے جیسے یہ بطور پرانی خیر خواہی
ظاہر کریں۔ جس حالت میں شریعت اسلام کا یہ دفع مسئلہ ہے جہیز نام مسلمانوں کا اتفاق ہے
کہ ایسی سلطنت سر لڑائی اور جہاد کو لڑا جس کے زیر سایہ مسلمان لوگ اس اور عافیت اور آزادی
سے زندگی بسر کرتے ہوں اور جس کے عملیات سے ممنون منت اور مہربان احسان ہوں اور جس کی

پروکشن یا دوسری پہ اسی پر عجب کی طرح نیش چلا دی۔ اور دعائے ہی انہوں فراس کو نیش کے

مبارک سلطنت حقیقت میں نیکی اور ہدایت پسندانہ کے لئے کامل مددگار ہو قطعاً حرام ہے تو یہ پڑھے انہوں کی بات کہ علماء اسلام اپنے جمہوری اتفاق سے اس مسئلہ کو اپنی طرح شائع نہ کر کے نادانانہ لوگوں کی زبان اور فکرمیں سو رد اعتراض ہوتے رہیں جن اعتراضوں سے انکو دین کی شستی پائی جائے اور انکی دنیا کو ماضی ضرر پہ پونچھ سواس عاجز کی دانستہ قریں مصالحت یہ ہے کہ انھیں اسلامیہ لائبریری و کلاتہ دینی وغیرہ یہ بند و بست کریں کہ چند نامی لوی صاحبان جنکی فضیلت اور علم اور زہد اور تقویٰ اکثر لوگوں کی نظر میں مسلم الثبوت ہو اس امر کے لئے جن لئے جائیں کہ اطراف الکاف کو اہل علم کو جو اپنے مسکن کے گرد نواح میں کسب قدر شہرت رکھتے ہوں اپنی اپنی عالمانہ تحریروں میں جن میں بر طبق شریعت حق سلطنت انگلشیہ سے جو مسلمانان ہند کی مرہمی و محسن ہر جہاد کر نیکی صاف مانعت ہو ان علماء کی خدمت میں یہ شہادت مواہیر یہی ہیں کہ جو بوجہ قرار داد بالا اس خدمت کے لئے منتخب کیے گئے ہیں اور جب سب خطوط جمع ہو جائیں تو یہ ہر جہاد و خطوط جو مستحق بات علماء ہند سے موسوم ہو سکتا ہے کسی خوشنطالع میں یہ محنت تمام چھپایا جاوے اور پھر دس برس سے اسکو گورنمنٹ میں اور باقی مستحیات متفرق مواضع پنجاب و ہندوستان خاص کر سرحدی ملکوں میں تقسیم کر جائے یہ سچ ہے کہ بعض غفور مسلمانوں نے ڈاکٹر ہندو صاحب کے خیالات کا رد لکھا ہے مگر یہ دوچار مسلمانوں کا رد جمہوری رد کا ہرگز قایم مقام نہیں ہو سکتا بلاشبہ جمہوری رد کا ایسا اثر قوی اور پر زور ہو گا جس میں ڈاکٹر صاحب کی تمام غلط تحریروں خاک میں مل جائیگی اور بعض ناواقف مسلمان بھی پتھر پتھر اور پاک اصول سے بخوبی مطلع ہو جائیں گے اور گورنمنٹ انگلشیہ یہ بھی صاف باطنی مسلمانوں کی اور غیر خواہی اس عیت کی کہ حلقہ کابل جاوے گی اور بعض کو ہستانی ہمارے خیالات کی اصلاح بھی بدیہ اسی کتاب کی دعوے و نصیحت کے ہوتی رہے گی۔ بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق و واجب ہے کہ نظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اسکی حکومت اور آرام بخش حکمت

بہت دفعہ یاد کیا ہے انکی آخری دعا انکی اٹھ ہزار طبع و ریاضت میں اور سرحدی میں ہزار

کے ذریعہ سے عام خلائق پر وار دین سلطنت محدود کر خداوند تعالیٰ کے ایک نعت مجید اور
مثل اور نماز الہی کے اسکا شکریہ ادا کریں لیکن پنجاب کے مسلمان شہر شاہ گدار ہونگے اگر
وہ اس سلطنت کو جو انکی حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے نعمت غفری یقین نہ کریں
انکو سہنایا جائے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر لالت میں تھے اور پھر کیسے امن ان
میں انکی پس منی الحقیقہ یہ سلطنت انکی لئے ایک آسانی برکت کا حکم کرتی ہے جسکے آئینے
سب تکلیفیں انکی درمیان اور ہر ایک قسم کے ظلم و تعدی سے نجات حاصل ہوتی اور ہر ایک
ناجائز روک اور مزاحمت سے آزادی یہ سہرا کی کوئی ایسا مان نہیں کہ جو ہر ایک کام کو فرسے
روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل ڈال سکے پس حقیقت میں خداوند کریم و جیم فراس
سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا ہے جس سے پورے اسلام کا ہر اس ملک
پنجاب میں سرسبز ہوتا جاتا ہے اور ہر کوئی فواید کا آسرا حقیقت میں خدا کے اصحابوں کا دراز
ہے یہی سلطنت ہے جسکی آزادی ایسی ہے اور اسلام الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکوں میں ظلم
مسلمان ہجرت کر کے اس ملک میں آباد ہوجاں پسند کرتے ہیں جس صفائی اس سلطنت کے
ظن حمایت میں مسلمانوں کی مسالاح کے لئے اور انکی بدعات مخلصہ دور کرنے کے لئے وعظ و کھٹا
اور جن تقریبات سے علماء اسلام کو ترویج دین کے لئے اس کو رہنمائی میں جوش پیدا ہوتے ہیں
اور فکر اور نظر سے اسے درجہ کا کام لینا پڑتا ہے اور عمیق تحقیقاتوں سے تائید دین متین میں
تالیفات ہو کر حجت اسلام خالفین پر پوری کجیاتی ہے و میری دانست میں اب تک کسی اور ملک
میں ممکن نہیں یہی سلطنت ہے جسکی عادلانہ حمایت سے علماء کو ہر تون کے بعد گویا ہر سال
کے بعد یہ موقع ملا کہ بے دھڑک بدعات کی آلودگیوں سے اور شرک کی خرابیوں سے اور مخلوق پر
کے فسادوں سے نوازاں لوگوں کو مکمل کریں اور اپنے رسول مقبول کا صراط مستقیم کہو کہ
بتسلو دین کیا ایسی سلطنت کی بنو اسی جسکے زیر سایہ تمام مسلمان امن اور آزادی سے
بسر کرتے ہیں اور فریض دین کو کما حقہ بجالاتے ہیں اور ترویج دین میں سب ملکوں سے

(اور شری شاہ)

کاپی چھپو اگر مہند اور انگلٹنڈین انہوں نے شائع کرنی چاہی ہے یہ کلمات دعائیں
مرقوم ہیں۔ انگریز جسکی شالیستہ اور مہذب اور بارگم گورنمنٹ نے ہیکو اپنی احسانات اور

زیادہ مشغول ہیں جائیزہ کتنی ہر حاشا و کلام ہرگز جائز نہیں اور نہ کوئی نیک اور دیندار آدمی
ایسا بخیاں دین لاسکتا ہے ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ دنیا میں آج بھی ایک سلطنت ہے جس کے
سایہ عاطفت میں بعض بعض اسلامی مقاصد ایسے حاصل ہوتے ہیں کہ جو دوسرے ممالک
میں ہرگز ممکن الحصول نہیں۔ شیعہوں کے ملک میں جاؤ تو وہ سنت جماعت کی وعظوں کو
افروختہ ہوتے ہیں اور سنت جماعت کے ملکوں میں شیعہ اپنی راسخ ظاہر کرنے سے خائف
ہیں ایسا ہی مقلدین موحدین کے شہروں میں اور موحدین مقلدین کے بلاد میں دہم نہیں
بار سکتے۔ اور گو کسی بدعت کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیں موندہ بات نکالنے کا موندہ نہیں رکھتے
آخر یہی سلطنت ہے جسکی پناہ میں ہر ایک فرقہ اسن اور آرام سے اپنی راسخ ظاہر کرتا ہے اور یہ بات
ال حق کر لئے نہایت ہی مفید ہے کیونکہ جس ملک میں بات کر نیکی گنجائش ہی نہیں نہایت
کاحوصہ یہی نہیں اس ملک میں کیونکہ راستی نہیں سکتی ہو راستی پہلا فرقہ کے لڑ دی ملک
مناسب ہر چین آزادی سے ال حق وعظ کر سکتے ہیں۔ یہ ہم بھی سمجھنا چاہیے کہ دینی جہادوں کو
اصلی غرض آزادی کا قائم کرنا اور ظلم کا دور کرنا تھا اور دینی جہاد انہیں ملکوں کے مقابلہ
ہوئے تھے جنہیں اور عظیم کو اپنی وعظ کے وقت جان کا اندیشہ تھا اور جنہیں اس کے
ساتھ وعظ ہونا قطعاً محال تھا اور کوئی شخص طریقہ حق کو اختیار کر کے اپنی قوم کو ظلم
سے محفوظ نہیں رہ سکتا تھا لیکن سلطنت انگلشیہ کی آزادی نہ صرف ان خرابیوں کو
خالی ہے بلکہ اسلامی ترقی کی بدرجہ غایت نامہ اور مودہ ہر مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس
فدا واد نعمت کا قدر کریں اور اسکو ذریعہ سوانہی دینی ترقیات میں قدم بڑھائیں۔

اور حصہ چہارم کے ابتدائی اوراق میں آپ فرماتے ہیں۔ "ہوڑا مودہ گذرا ہے
کہ بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں سراسر مضمون کی باہت کہ جو حصہ سوم کے ساتھ گورنمنٹ
انگریزی کی شکباری میں شامل ہے اعتراض کیا سا اور بعض نے خطوط طبری بھیجے اور بعض فرحت

دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے
دین و دنیا کے لئے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا آنکہ گورے کو سچا

اور درشت لفظ بھی لکھ کر انگریزی عداوتی کو دوسری عداوتیوں پر کیوں ترجیح دی لیکر
ظاہر ہے کہ جس مہظنت کو اپنی شایستگی اور حسن انتظام کر دوسری ترجیح ہوا کہ کیونکہ چھپا
سکتے ہیں۔ خوبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت کے خوبی ہی ہے گو وہ کسی گورنٹ میں باطنی
احکمت ضالۃ المؤمن عالم اور یہ بھی سمجھنا چاہی کہ اسلام گورنٹ اصول نہیں ہے
کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہے اور اسکا احسان اور ہمارے اسکی عظمت
میں باطن و اسایش رہے کہ اپنا رزق مقسوم کیا وے اسکی انعامات شہادتہ
پرورش پاوے پھر اسی پر عقب کی طس نیش چلاوے اور اسکی سلوک اور مردت
کا ایک ذرہ شکر بجا نہ لاوے بلکہ ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبول
کے ذریعہ سے یہی تعلیم دی ہے کہ ہم نیکی کا معاوضہ بہت زیادہ نیکی کو ساتھ
کرین اور نعم کا شکر بجا لا دیں اور جب کبھی ہکو توقع لے تو ایسی گورنٹ
سے برلی صدق کمال بہر دی سے پیش آویں اور یہ طیب خاطر معرفت
اور واجب طور پر اطاعت اٹھاویں سو اس عاجز نے جب قدر حصہ سوم کے پرچہ
میں انگریزی گورنٹ کا شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال
سے اور انہیں کیا بلکہ قرآن شریف اور احادیث نبوی کی ان بزرگ تاکیدوں
نے جو اس عاجز کے پیش نظر میں مجھ کو اس شکر ادا کرنے پر مجبور کیا ہے
سو ہمارے بعض نا سچہ بہائون کی یہ افراط ہے جو کہ وہ اپنی کوتاہ اندیشی
اور جھل نظر قی سے اسلام کا جرم سمجھتے ہیں۔

اس جو فاکش نہ فداست طریق عشاق

ہرزہ بدنام کنی چنہ نکوئے را (برہن احمدیہ)

جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔ فَنَسُئِلُ اللّٰهَ تَعَالٰی
خَيْرَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ اَللّٰهُمَّ اَهْدِهِمْ وَاَيِّدِهِمْ بِرُوحِ مَنَّتِكَ وَاجْعَلْ لَهُمْ
حَقًّا كَثِيرًا فِي دِينِكَ۔ اَمِّنْ

پہر ایسے شخص پر یہ بہتان کہ اس کے دل میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت
ہے اور اس کی کتاب کی نسبت یہ کہان کہ وہ گورنمنٹ کے مخالف ہے سب سے سب سے کی
بے ایمانی اور شرارت شیطانی نہیں تو کیا ہے۔ خیر خواہان سلطنت و سپروان مذہب ہلام
ان یا وہ گوحاسدوں کی ایسی باتیں ہرگز نہ سنیں اور اس کتاب یا مولف کی طرف سے جو کوئی
دلوں میں جگہ نہ دیں۔ گورنمنٹ سے تو ہم پہلے ہی مطمئن ہیں کہ وہ ان باتوں کو مولف
کی نسبت ہرگز نہ سنیگی۔ بلکہ جو ان باتوں کو گورنمنٹ تک پہنچایا گیا۔ اس کو اس کی دروغ گوئی
پر سزا سن کر گئی۔

شاید وہ منقرضی حاسد اپنی نفسہ کی تائید میں اس کتاب کی ان عبارت
و بشارات کو نہیں مولف فراموشی یا اسلام کی فتح اور مخالفین اسلام کی نہرمت کی خبریں
دی ہیں یا اپنی مشابہت منبیح علیہ السلام سے بیان کی ہے عوام میں جنکو وہ بہکانا چاہتے
پیش کریں یا کہ چکے ہوں۔ لہذا اس مقام میں ان عبارات و بشارات کا حل مطلب
مفروضی ہے تاکہ عوام ان عبارات و بشارات کے مطابق سمجھنے میں غلطی نہ کھائیں اور
ان منقرضوں کے دہوکے میں نہ آجائیں۔ میں واضح ہو کہ وہ عبارات و بشارات جن سے ان منقرضوں
کے ہاتھ اڑنے کا گمان ہے یہ ہیں۔

(۱) آیت بشارت فتح اسلام جو برائین احمدیہ میں صفحہ ۱۵۵ منقول ہے اور اس رسالہ
اننا نقمنا کے فتح میں

میں صفحہ (۱۴۳)

(۲) آیت پیشین گوئی نہرمت مخالفین اسلام جو برائین احمدیہ میں صفحہ ۲۹۸ منقول ہے
اور یقیناً ان میں جمع متصر سیدہ رحمہ اللہ
و یولوف الدبر۔

(۳) مولف کی یہ کشفی پیش گوئی جو صفحہ ۱۵۵ برائین احمدیہ منقول ہے کہ اس موقع

(الہام آیت الفتح) کے اثناء میں جبکہ یہ عاقر بنصرہ نصیح کا پی کو دیکھ رہا تھا۔
بہالم کشف چند ورق ہاتھ میں دے گئے اور ان پر لکھا ہوا تھا کہ فتح کا تقارہ ہجرت پر ایک
مسکر لہران ورقوں کے دوسری طرف ایک تصویر دکھائی اور کھانیا کہتی ہے تمہاری تصویر
جب اس عاجز نے دیکھا تو وہ اسی عاجز کی تصویر تھی اور سبز پوشاک تھی مگر نہایت رعناک
جیسے سپہ سالار مسلح تھیاب ہوتے ہیں اور تصویر کے مین و بیار میں حجتہ اللہ القادما
و سلطان احمد غفار لکھا تھا۔

(۴۷) مولف کی یہ الہامی پیش گوئی بزبان انگریزی نصف ۴۸ کتاب برائین احمدی۔

گاڈ اڈ کم انگ بائی ہزار جی۔

ہی از وہ یو ٹو کل اینی۔

یعنی خدا اپنا لشکر لے کر آ رہا ہے وہ دشمن کے

مارنے کے لئے تیس کے ساتھ ہے۔

God is coming by his army

He is with you to kill enemy.

(۵) آیت خطاب مولف لفظ یا جیسی جو برائین نصف ۵۵ اور اس رسالہ میں نصف (۱۷۳)

منقول ہو چکی ہے۔

(۶) مولف کی نسبت یہ بشارت نصف ۵۲ کتاب کہ پادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت

دہوے گی۔

اسی قسم کی اور آیات و بشارات بزبان عربی فارسی انگریزی اس کتاب میں

پائے جاتے ہیں اور اس کی مطابقت اس کتاب کے معاونوں اور مولف کے معتقدوں

کی کلام میں الفاظ نصرت و فتح مستعمل ہو چکی ہیں۔ (دیکھو اشتہار طولانی جماعت معاونین

مطبوعہ ریاض نہد پریس امرتسر جہیں لفظ نصرت و نصرت موجود ہیں اور سبق مولف

پر مشتمل منقول ہے۔ سب مریضوں کے ہر تہمین پر لکھا۔ تم سچا بنو خدا کے لئے)

ولیکن اس کتاب میں ان بشارات و عبارات کے الفاظ کی تشریح و تفسیر

ایسی ہو چکی ہے کہ اس میں کسی نفرتی کے اقرا اور کسی مفید کے اقرا کی گنجائش نہیں۔

اس میں صاف اور کھلے طور پر بیان کیا گیا ہے کہ فتح اسلام سے

ملکی فتح مراد نہیں اور نہ نہریت مخالفین اسلام سے انکا میدان جنگ میں شمیر
و تفک سے بہاگ جانا مراد ہے بلکہ فتح اسلام سے اسکا دلائل و بیان و حجت و بران سے غالب ہونا۔
اور نہریت و مخالفیت مخالفین سے انکا بحث و دلائل سے عاجز آنا مراد ہے۔

اور مولف کو بلفظ یا عیسائی مخاطب کرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ مولف

و حقیقت وہ مسیح موعود ہے جسکا اہل اسلام اور عیسائیوں (دووں) کو انتظار ہے بلکہ اس

مراد یہ ہے کہ مولف حضرت مسیح علیہ السلام کو شاہجہ اور بعض اوصاف میں شامل ہے سو

پہنچاؤ کے جہانی اور سیاست ملکی کے اوصاف میں بلکہ صرف روحانی اور عیسائی صفت میں

اور مولف کے کپڑوں سے بادشاہوں کی برکت ڈھونڈنے سے یہ مراد

نہیں کہ انکو ظاہری بادشاہت ہو جائیگی اور دوسرے بادشاہ موجودہ وقت خصوصاً انگلیز

جنکے ظل حمایت و بادشاہت میں مولف رہتا ہے انکو زیر حکومت ہو جائیگے بلکہ اس سے

انکی دینی بادشاہی اور روحانی سرداری اور اخروی پیشوا مراد ہے اس بشارت کی

نظر حضرت مسیح کی وہ بشارتیں ہیں جو عیسائیوں کے زعم میں عہد عتیق و جدید

میں انکی بادشاہت و تسلط کی نسبت وارد ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح عیسائیوں

یہ تشبیہ بینہ ان تشبیہوں کی مانند ہے جو عیسائیوں کے اعتقاد میں عہد عتیق و جدید

میں حضرت مسیح کے حق میں ابراہیم سے (پیدائش ۱۷-۵) آدم سے (روم ۵-۱۲)

(اسحاق سے) (پیدائش ۲۲-۲۱) پناہ کے شہر سے (گنتی ۲۵-۲۴) پہلے سے (خروج ۲۹-۲۸)

پتیل کے حوض سے (خروج ۳۰-۱۸) بن غالی سے (احبار ۱۲-۲۰) وغیرہ وغیرہ سے وارد ہیں

جنہ کوئی مسلمان یا عیسائی پہ پہ پہ نہیں سکتا کہ مسیح و حقیقت آدم یا ابراہیم

یا پتیل یا حوض یا بن غالی وغیرہ ہے۔

کہ وہ خدا کا تخت نشین ہے (مکاشفات یوحنا ۳-۲) وہ جاؤں کے تخت پر اور جسکے

ملک پر جسے یکے از یک بند و بست کر لیا۔ (یسع ۹-۷) وغیرہ) جسے تو اپنی بادشاہ کو

کوہ مقدس میں پر بٹھلایا (زبور ۲-۶) وغیرہ) اسے پہلوان اپنی تلوار کو جو

اشاعت السنہ جلد

برائین حمید پر ریویو

مکتے اعتقاد میں دنیا کے بادشاہ نہیں ہو کر اور نہ انہوں نے کبھی تلوار لٹکائی اور نہ کسی پر چلائی خود حضرت مسیح نے پلاطوس کو مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ میری بادشاہت اس جہان کی نہیں اگر میری بادشاہت اس جہان کی ہوتی تو میں سے کوئی لڑائی کرتے تاکہ میں یہودیوں کے حوالہ نہ کیا جاتا میری بادشاہت یہاں کی نہیں (یوحنا ۱۸-۳۹)۔ اب یہ کو بیہ دکھانا باقی رکھو لطف کے کلام میں ان عبارات کی اس قسم کی تشریح و تفسیر کہان پائی جاتی ہے تاکہ ناظرین ہمارے خیالات کو ہماری خیالی تاویلات نہ سمجھیں اور انکو نکات بعد الوقوع قرار دیکھو مطلب سعدی دگرست نہ کہہ سکیں لہذا ہم اس باقی کو ادا کرتے ہیں اور اپنی بیان کا ایک ایک لفظ مولف کی کلام سر نکال دیتی ہیں واضح ہو کہ مولف نے پیشین گوئی نمبر ۲ حصہ چہارم کتاب میں صفحہ ۲۹۸ نقل کر کے اسکا ترجمہ ان الفاظ سے کیا ہے کیا کہتے ہیں کہ ہم ایک تو ہی جماعت ہیں جو

تیری شمشاد پر گزاری ہو جاہل کر کے اپنی رائے پر لٹکا اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور چائی اور طاہت اور صداقت کے واسطے اقبال مندی سے آگے بڑھ اور تیرا دہنا اہلہ تجھ کو بیہ کام سکھلا دیکھا۔ یہ سب تیرے تیرے لوگ تیرے سچے پیارے ہیں دوسرے بادشاہ کی دشمنوں کے دل میں لگ جاتے ہیں (پہلی جلد ۲۵-۳۰ وغیرہ) سمندر سے سمندر تک اور دریا سے اٹھتا ہے زمین تک اسکا حکم جاری ہوگا وہ ہے جو یہاں کے باشندے ہیں اس کے سامنے جھکیں گے تیرے سپر اور جبروت کی علامتیں زمین و آسمان کے سب اہل و عیال کو ہٹے گذر آئیں گے ان ساری باتوں سے کہ جس کا ذکر ہے (زبور ۴-۸ وغیرہ) تو یہ سب وہ ہے اہلہ تجھ جھکیں گے زمین تیرے دشمنوں کو تیرے یانوں تلے کی چوکی بنادوں (زبور ۱۱-۴ وغیرہ) کیونکہ جب تک وہ سارے دشمنوں کو اپنی یانوں تلے نہ لاوے گا ضرور ہے کہ سلطنت کرے (۱-قر ۱۵-۲۵) دوسری تیری سر لڑائی کر سینگے اور تیرے ائمہ غالب ہوگا کیونکہ وہ خدا و خداوندی اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے (مشافعات ۱۸-۱۲)۔ اس بادشاہی کی ایک عمدہ نظیر اس وقت کی موجود ہے

جواب دینے پر قادر ہیں غریب بہ ساری جماعت یہاں جا کی اور پیچھے پیچھے
اور پیشین کوئی نہ بہرہ کا تجربہ ہی خود ہی ان الفاظ سے کیا ہے۔ خدا تعالیٰ دلائل
اور براہین کا لشکر لیکر چلا آتا ہے وہ دشمن کو مغلوب اور ہلاک کرنے کے لئے تمہاری سادہ

یہ الفاظ ہمارے اس بیان کے صاف مصدق ہیں کہ فتح و تربیت سے مراد ان پیشگوئیوں
میں بحث و دلائل جواب و سوال میں حاجت ہے نہ تواریکی لڑائی میں۔

اسی صفحہ میں آیت بشارت علیہ السلام منقولہ حاشیہ نقل کر کے حضرت مسیح سے
اپنا مشابہہ ہونا نہ عین مسیح ہونا ان الفاظ سے بیان کیا ہے۔ یہہ ایت جسمانی اور سیاست
ملکی کو طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی
ہے اور جس علیہ السلام کا وعدہ

ہذا الذی ارسل رسولہ بالحق و دین
الحق لیظهرہ علی الدین کلہ

دیالیا ہے وہ علیہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئیگا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ
اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جسے آفاق اور اقطار میں پہلی ایگا
لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خالص ساری غربت و انکسار اور توکل اور اتھار اور ایات
اور انوار کے روسی مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت نہایت
ہی باہم مشابہہ واقع ہوئی ہے گو یا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل
ہیں اور جب کہ اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر ہی
ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی عیسیٰ موسیٰ کا تابع اور
خادم دین تھا اور اسکی انجیل توریت کی تسبیح ہے اور یہ عاجز ہی اوس جلیل الشان نبی کے
احقر خادمین میں سے کہ جو سید المرسلین اور سب رسولوں کا تابع ہے اگر وہ حامدین تو وہ احمد
ہیں اور اگر وہ محمودین تو وہ شہید ہیں صلی اللہ علیہ وسلم سوچو کہ اس عاجز کو حضرت مسیح

کی بھاتی فوج ہر حسین پر خیزل کر نزل میجر کیا ہے ہمدہ دار و جوی موجود ہیں اور تعقیقت میں نبوی کوئی نہیں
وہ سب اپنی روحانی مشابہت سے ہیں ایسی تشبیہات اور اصطلاحات کسی مسلمان فیرت کو کیا گنا
کیا اور وہ الفاظ کی استعمال سے غیر خواہی سلطنت کی وہ ہر تہا و اکیو کھراخی ہو گیا۔

ایسا اتحاد نام محدث ابن حزم ظاہری کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شیخ م

مشابہت نامہ ہے اسلام خداوند کریم نے مہدیؑ کی پیشگوئی میں ابتداء اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیحؑ پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معنوی طور پر اسکا محل اور مورد ہے یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حج قاطعہ اور برائین ماطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے کہ اسکی زندگی میں یا بعد وفات ہو۔

یہ الفاظ ہمارے اس بیان کے مصداق ہیں کہ مولف کو مسیحؑ سے عود ہونے کا دعویٰ نہیں بلکہ حضرت مسیحؑ سے مشابہت کا ادعا ہے سو بھی نہ ظاہری نہ جسمانی اوصاف میں بلکہ روحانی اور نفسی صفت میں اور غلبہ اسلام سے جسکی مولف کو بشارت دی گئی ہے

محمّد الدین ابن عربی کے مکاشفین منکشف ہوا ہے چنانچہ فتوحات کیسے باطل

میں آپؑ کو فرمایا ہے کہ نہایت درجہ کا اتصال
یہ ہے کہ ایک پیر یعنی وہ خیر خواہ جو حقیق
وہ ظاہر ہو اور خود نظر نہ اوسے جیسا کہ
غواب میں آنحضرتؐ کو دیکھا کہ آپؐ فرما
بن خرم محدث سے معاف کیا پس ایک
دوسرے میں غایب ہو گیا بجز ایک سئل اللہ
صلعم کے نظر نہ آیا۔ نواب صاحب پال

غایۃ الوصلۃ از یکو الشی
عین ماطر ولا یعرف۔ کمارایت
رسول اللہ صلعم وقد عانق ابن خرم
المحدث فغاب حدھا فی الاخر فلم
نزل الا واحد وھو رسول اللہ صلعم
فمن غایۃ الوصلۃ وھو المعبر
عنہ بالاتحاد۔ (فتوحات مکہ)

نئے کتاب اشخاف النملین اسکی تائید میں ایک عربی رباعی نقل کی ہے جسکا مطلب
یہ ہے کہ ہمارے بدگوار قبیہؑ پر شب
کو پادے پاس ہمارے مشوق کے آنے کا
گمان کیا تو ہم میں جدائی دانستے میں کوشش
کرنے لگا۔ پس میرا اپنے مشوق کو کل سے
لگالیا۔ پیر و قریب آیا تو اس سے بجز مجھ ایک کے کسی کو نہ دیکھا۔ پیر بہر شرفا رس

تو ہم و اشینا بلیلہ منزل را
فہم لیسع بنیاب التباعد
فما نقتہ حتی اتحدنا تعلقاً
فلما اتانا مارای غیر واحد

ذیل دبرائین کا غلبہ مراد ہے سیاست ملکی میں غلبہ اور بصرفہ ۵۵ پیش کوئی نمبر (۵)
جسین مولف کا لفظ یا عیسیٰ مخاطب کیا گیا ہے نقل کر کے اس کا ترجمہ ان الفاظ سے کیا۔ اسے
عیسیٰ میں تم کو کمال اجر بخشو لگا یا وفات دو لگا اور اپنی طرف اٹھاؤ لگا اور تیرے تابین کو اُنپر
یا عیسیٰ الی متوفی لکھا۔ الخ جو منکر میں قیامت تک غلبہ بخشو لگا یعنی تیرے
ہم عقیدہ اور ہم مشربون کو حجت اور برہان اور برکات کے روسے دوسرے لوگوں پر
قیامت تک نابین رکھو لگا پہلوں میں سے ہی ایک گروہ ہے اور کچیلوں میں سے ہی ایک
گروہ ہے اس جگہ عیسیٰ کے نام سے ہی یہی عاجز مراد ہے۔

اس عبارت میں الفاظ حجت۔ برہان۔ برکات۔ ہماری بیان کے صاف موید ہیں۔

اور بصرفہ ۴۹۲ اس کتاب کو ایک عربی فقرہ اس مضمون کا کہ ہم زمین میں ایک خلیفہ

بنانے والے ہیں نقل کر کے کہا ہے
اس جگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مراد ہے

اور ذات ان استخلف فخلقت آدم
الجمال والارض

کہ جو ارشاد اور ہدایت کے لفظ میں اللہ و بین الخلق واسطہ ہو خلافت ظاہری کہ جو سلطنت
اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہے مراد نہیں ہے اور نہ وہ بجز قریش کے کسی دوسرے کو لئے خدا کی
طرف سے شریعت اسلام میں مسلم ہو سکتی ہے بلکہ یہ شخص روحانی مراتب اور روحانی نیابت
کا ذکر ہے اور آدم کے لفظ سے ہی وہ آدم جو ابوالبشر ہے مراد نہیں بلکہ ایسا شخص مراد ہے
جس سے سلسلہ ارشاد اور ہدایت کا قائم ہو کر روحانی پیدائش کی بنیاد والی جائے گویا وہ روحانی
زندگی کے روسے حق کے طالبوں کا باپ ہے اور یہ ایک عظیم الشان پیش گوئی جس میں

نقل کیا ہے جذب شوق بعدیت بیان میں دو بہ کر قیام آمد و شناخت نشان میں تو

اسکے بعد یہ جو دعایہ لکھا ہے۔ من قنا اللہ من ہذا لا اتحاد والدنیا والاخرۃ

یعنی خدا تعالیٰ کو یہی ایسا ہی اتحاد دنیا و آخرت میں نصیب کرے۔ اس اتحاد پر بعض

اس وقت کے لوگوں نے کہہ کر ارض یہی کو ہیں سببے فیہ اخبار غیر منہ ششہ ۴۴ نمبر ۴۴

اونکو کافی جواب دے ہیں۔ ناظرین اون نمبر دن کو دیکھیں۔

روحانی سلسلہ کے قائم ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور ایسے وقت میں جبکہ اس سلسلہ کا نام روشن نہیں۔

اس عبارت کو تو ہمارے بیانات کی پوری تائید کر دی اور مخالفین کی تہمتوں کی چڑھ کاٹ ڈالی اس لیے کہ اس منصب خلافت سے (جبکہ اس پیشگوئی میں مولف کو وعدہ کیا گیا ہے) خلافت ظاہری جو سلطنت اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہے مراد نہیں اور نہ وہ بجز قریش کسی دوسرے کے لئے خدا کی طرف سے شریعت اسلام میں مسلم ہو سکتی ہے بلکہ یہ شخص روحانی مراتب اور روحانی نیابت کا ذکر ہے "صاف نصیح کر دی ہے کہ مولف کو ظاہری حکومت و سلطنت اسلامی کا ہرگز دعویٰ نہیں اور نہ وہ اس دعویٰ کو بحکم شریعت اپنے لئے جتانے سمجھتا ہے کیونکہ وہ قریش سے مخصوص ہے اور مولف قریشی نہیں فارسی الاصل ہے (چنانچہ صفحہ ۲۴۲ وغیرہ کتاب اسپرشتا ہے) لہٰذا جس جگہ ختم ہوا اور خوب فیصلہ ہو گیا کہ مولف کی نسبت جو دعویٰ پولٹیکل سرداری کا (اسلام میں خلافت کہلاتی ہے) تجویز کیا گیا ہے یہ بحکم اسلام اور خود مولف کی کلام کے امکان سے خارج ہے نہ اس پر یہ دعویٰ کیا نہ اندہ کہ کتا ہے نہ اس کا مذہب اس دعویٰ کی اجازت دیتا ہے۔

بالآخر ہم اس قدر کہہ چکے ہیں کہ اگر یہ معاملہ کوئی غمناک نہ ہو تو حقیقتاً کہ ہماری زیرک اور دانشمند گورنمنٹ ایسے مفسدون کو (جنہوں نے جو حق ایسے شریف خاندانی کے جو ایک مغز زنیہ کنام و خیر خواہ سرکار کا بیٹا ہے اور خود بھی سرکار کا دلی خیر خواہ و مشک کہ گذار و دعا گو ہے اور درویشی و غربت سے زندگی بسر کرتا ہے) ایسا مفید دانہ افرار کیا اور بہت لوگوں کے دلوں کو آزار پہنچایا ہے) سخت سزا دیتی۔

اور ہم یہ بھی امید رکھتے ہیں کہ گورنمنٹ ایسے خیر خواہ و فادار خاندان کو (جس کی شان شای اور وفاداری کا وہ نازک وقتوں میں تجربہ کر چکی ہے) کہیں نہ پہچانیے اور پورا پورا اوسکی قدر و منزلت کو بڑھائیے۔

قدیمان خود را بیغز سے قدر

کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر

نہی نکتہ چینی کا جواب

فریق اول (امترسری منکرون) کی وجہ انکار کا جواب

تہیید

اس فریق کا انکار کو صورتہ انکار فریق دوم سے اخفت ہے (کیونکہ فریق دوم مکفر ہے یہ تکفیر نہیں) مگر درحقیقت یہ انکار اشد ہے۔ اس لئے کہ فریق دوم کا انکار کو حد تکفیر تک پہنچا ہوا ہے مگر وہ صرف اور خاص کر الہامات مولف برائین احمدیہ کی متعلق ہے اور نہ سوا اولیاء اللہ کے الہامات سے اسکو تعلق نہیں اور اولیاء اللہ سے انکار نہیں۔ اور یہ حضرات (فریق اول متعزل اور عیسویہ کی طرح مطلق اولیاء اللہ کے الہام غیبی) سمجھ کر وحی سے انکاری ہیں۔ اور مولف برائین کے سوا ہی کسی ولی (سری - سقطی - جنید بغدادی - شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ) کے الہام غیبی کو نہیں مانتے۔ اس لئے انکا بلا تکفیر فریق دوم کے انکار با تکفیر سے اشد اور اغظ ہے۔ اور اسکا جواب و تقاب بہ نسبت جواب انکار فریق دوم اہم و اقسام ہے اور اس میں نہ صرف مولف برائین احمدیہ یا اولیاء اللہ کے الہامات کی نصرت و حمایت متصور و مقصود ہے بلکہ الہام انبیاء کی تائید بھی اس میں متحقق ہے اور یہی تائید (الہام انبیاء) ہمارا اصلی مقصد ہے۔ اس لئے کہ غیر نبی کے الہام غیبی سے مطلق انکار نبی کے الہام سے انکار کا مقدمہ ہے اور اسکی پیچ لیجا سکتا ہے کیونکہ دونوں الہاموں کا حال و اصول ایک ہے بلکہ سچ پوچھو تو وہ دونوں ایک ہی شمع یا منبع کی دو نہریں ہیں پس نہ ایک سے انکار ہو تو دوسرے کی تسلیم کرنے کی عقلی وجہ کوئی نہیں۔ اور ایک کے وجود سے انکار کرنے سے دوسرے انکار کا بھی خوف ہے۔ اس سبب سے محققین اہل عرفان فرماتے ہیں کہ جس کو اولیاء کی اس فیض باطنی اور علم لدنی سے انکار ہو۔ اسکو سو خاتمہ کا خوف ہے۔ شاید اسکی دل میں ایک نہ ایک دن انبیاء کے علم لدنی والہام غیبی سے انکار بھی جگہ پکڑے۔ تہیید ختم ہوئی اب جواب وجہ انکار فریق اول قلم میں آتا ہے۔

الہام فیہی (ہم رنگ وحی) جس سے فریق اول انکار ہے وہ الہام ہے جس کی چار صورتوں کی تشریح براہید احمد چچہ حصہ سوم کے صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۶ و ۲۲۸ و ۲۵۸ میں ہو چکی ہے۔ اور اوس میں کلام و تکلم کا فرق دیکھا جاتا ہے۔ ایسا الہام (جس میں کلام و خطاب ہو) فریق اول کے نزدیک وحی کہلاتا ہے اور وہ انکو خیال میں بخیر کسی کو نہیں پہنچتا اور نہ کہیں کسی کو ہوا۔ پھر فریق اول نے اس دعویٰ کو منقض یہ بھی کہتا ہے کہ جبکہ خدا کی طرف سے کلام و الفاظ سے خطاب ہو وہ اسکو الہام کیونکہ ہوتا ہے وحی کیونکہ نہیں ہوتا۔ اور اسکو ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی ماں کو انہیں سننے کو وحی ہوئی تھی اور وحی بمعنی اعلام بکلام و ارسال فرشتہ نبوت کا خاصہ نہیں۔ اس قول میں انہوں نے الہام بکلام (جبکہ وہ وحی کہتے ہیں اور خاصہ نبوت سمجھتے ہیں) کو اور وحی کو لئے جائز کر دیا۔ (اگر اسکا نام الہام نہیں کیا اور جس امر سے وہ انکاری تھی اسکا انہوں نے خود اقرار کر لیا۔ لہذا انکو اس خیال و مقال (گو وہ مجرد دعویٰ بلا دلیل ہے) کے جواب میں صرف اسقدر

ۛ چنانچہ سرگرم فریق اول کے رسالہ ابطال الہام میں ہر لیکر اس طور کہنا کہ خدا نے مجھ کو یہ آیت الہام کی۔ اور اسکی کلام و تکلم کا خیال کرتا کہ خدا نے مجھ سے کلام کی اور اس آیت کو مجھے فرمایا ان معنوں سے جائز نہیں۔

ۛ چنانچہ اسی رسالہ میں ہے۔ اور اوجینا الامم موسیٰ میں مفسرین الہام کی معنی کہتے ہیں لیکن الہام کے معنی درست نہیں ہوتے کیونکہ الہام صرف انقاسی ہوتا ہے وہاں جواب نہیں ہوتا۔ اگر وحی کے معنی صرف اعلام کے یا ارسال فرشتہ کے کہتے ہیں تو منع نہیں۔ کیونکہ وحی رسالت خاصہ انبیاء پر نہ وحی اطلاع و ارسال فرشتہ کی شفاعت کے پاس فرشتہ آئے اور کلام میں کہیں اور کسی تم آوازیں سنیں۔ پھر اسکی تمثیل میں چند وجہ نقل کر کے کہتا ہے۔ چنانچہ موسیٰ کی ماں کو فرشتہ کو زریعہ سے یا کسی اور وسیع سے کلام ہوئی چنانچہ یہ بات ثابت ہوئی کہ الہام کو معنوں میں کلام اور تکلم یا خود نہیں اگر کوئی شخص دعویٰ کلام تکلم کا کرے تو ہم اسکو موادق نہ جانیں گے۔ اس پر الہام بولنا اسکا غلط ہے وحی کیونکہ نہیں ہوتا وحی کو معنوں میں کلام

کہتا کافی ہے کہ مدعی الہام کا دعویٰ یہی تھا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے فسلان فسلان آیت
یا فسلان کلام سے مخاطب فرمایا ہے۔ اور چونکہ یہ دعویٰ خدا تعالیٰ سے کلام ہوا ہے جس کو
فریق اول نے ان لیا۔ رہی اسکی یہ نزاع کہ وہ بشہادت لعلت اسکو الہام نہیں کہتا
وحی نام رکھتا ہے۔ سو یہ لفظی نزاع ہے (جبکہ طرف محصلین و محققین کہتی رجوع نہیں کرتے)
اس نزاع کا قطع و رفع مدعی الہام کی لفظ الہام کو چھوڑ دینا اور بجایہ الہام لفظ وحی استعمال
کرنے سے باسانی ممکن ہے۔ وہ بجایہ دعویٰ الہام کلام الہام کہتا ہے کہ خدا نے مجھ کو وحی
یعنی اعلام کلام سے (جو فریق اول کو نزدیک خاصہ نبوت نہیں ہے) شرف فرمایا ہے اور اسی
وحی کے ذریعہ فسلان آیت یا فسلان کلام سے مخاطب کیا ہے۔ **جبین فیراؤل** کو
(اگر وہ انصاف کرے) کسی وجہ سے مجال منقہال نہیں ہے اور اگر وہ انصاف سے مناطہ ہو
کی داب سے یکسو ہو کر آٹ اسین یہ بات نکال کر کہ وحی کلام کا (جسکو ہم غیر نبی کے لئے جائز
رکھتے ہیں) کا نون سے مسجع ہونا ضروری ہے اور مدعیان الہام کلام الہام کے دلیر وارہ ہونے کا
دعویٰ کرتے ہیں (چنانچہ مولفہ برائیں احمدیہ نے پہلی تین صورتوں الہام میں دلیر القاہوں کا
صریح دعویٰ کیا ہے۔ کا نون سے اور سننے کو صرف پانچویں صورت سے مخصوص کیا ہے) اور القا
و واردات قلبی کو عرفاً و لغتاً یہی کلام نہیں کہا جاتا ہے بلکہ یہ کلام کا الزام کیونکہ صحیح
ہو سکتا ہے۔ تو اگرچہ آٹ اسکی یہ بات لائق سماعت و مستحق جواب نہیں کیونکہ مشعر بعد از جنگ
کا مصداق ہے۔ **فیراؤل** کے نزدیک وحی کلام و القای قلب میں منافات تہی تہی پر
اور سننے اس امر کی کیونکہ نہ تصریح کی اور وحی کلام کو جب غیر نبی کے لئے جائز کیا تھا تو اسین
مسجع ہونے کا حکم کی کیونکہ قید نہ لگا دی۔ تاہم انتضاق حق و اظہار مدعا کے لئے اسکی اس
بات کا جواب یہ دیا جاوے گا کہ اگر کلام الہام کو (جسکا خدا کی طرف سے صرف دل پر القا ہوا
ظاہری کا نون سے سنا نہ جائے) وحی نہ کہا جائے اور نہ اسکو کلام کہیں تو وحی غیر تلو انبیاء
جسکو فرشتہ نہ لاتا تھا صرف اسکا ارتقا انبیاء کے قلب پر ہوتا تھا وحی نہ کہا جاوے اور
اسکو کلام ربانی کہا جاوے حالانکہ کوئی مسلمان اسکا قائل نہیں۔ اور عرف ہی اس کے
مخالف ہے۔ عرف عام اور عرف شرع میں بلا اختلاف حدیث النفس اور کلام النفس

بعض عوام فریق اول نفی الہام اور ثانیہ تقدیر پر یہ تفسلی استدلال پیش کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ وہی (عز وجل) غیب جاننے والا ہے وہ اینہ غیب پر بجز رسول کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ اسکو آگے اور پیچھے وہ پہرا چوکی رکھتا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہی کو وہ اپنے

(رسالة الجمن ١٢٢)

جیسا کہ شوکی نے پہلی کتاب میں ہے: دے لفظ کی تعریف میں تم کہہ دو لفظ کو ایسا ہی کہیں گے اور یہ کہہ لگے کہ من۔ اللفظ کیا ہے لفظ بہ الانسان حقیقۃً اور حکماً۔

۴۔ اور جو آپ کو غیر نبی پر نزول والہام آیات قرآن میں شہید ہے اسکا جواب جواب استعمال فریق ثانی کے ضمن میں مقرب آنا ہے۔

یہ استغاثات بھی سرگرمہ فریقِ اول کے افادات و تعلیمات سے بین جہر و زہر کی درمیان تعلیم ہیں

منہ جی ملطی
بہترین سالہر دین صفیرا۔۔۔ ایجاو و
نہ کہلن کر بیلین۔ یا اس حاشیہ سے دو نو حروف کات کر لکالین۔

28-10-1941

بعضی یہ عقلی استدلال پیش کرتے ہیں کہ غیر نبی کو ہرگز وحی ہدی الہام
 نہیں ہوتی نبی و غیر نبی میں فرق نہیں رہتا۔ اور نبی کی نبوت میں اشتباہ واقع ہو جاتا ہے۔
 بعضی ان ہی استدلالات سے کہیں کہ یہ سب نتائج زکا لہی ہیں اور الہام غیبی اولیاء کے علاوہ
 اپنے تمام خواہش و کرہات سے کام لے لیں جو ان دلائل سے استنباط کرتے ہیں۔
 یہ مقالات و اسسٹنڈنٹس تو یہ ہیں کہ اگر اس میں جو بواسطہ شیخ فریق اول
 اب اس کردہ کی نواس میں بتایا ہوئی ہیں اور ان کے جوابات بھی میرا نے علماء اہل سنت
 نے بسط و تفصیل کے ساتھ یہی کتب شاید و تفاسیر میں دیئے ہیں۔ لہذا اس مقام میں ان ہی
 علماء کے جوابات کو حوالہ دینا کافی ہے۔ ناظرین اہل علم ان میرانی مباحث و دلائل کی نقل
 و اعادہ کا اعتناء ضرور نہ کریں۔ ان ہی حضرات فریق اول کو (جنہوں نے اس پر اپنے
 سلسلہ کو اس سے سرسہ ملایا اور اس زمانہ میں انھیں اہل کمال کا جہل پسند لایا اور اہل سنت خصوصاً
 اہل حدیث کو متعزلی و پیچری بنا دیا ہے) جو کہنا ہو سکتا ہے۔

اپنے سے سرزد ہوتی ہیں کہ اپنے کے ساتھ ہیں یہ سب سب یہ نہیں ہوئے ورنہ وہ بیچارہ عوام تو
 دلیل کو کیا جانیں وہ اکثر تو اسی شخص ہیں اور بعض جو رد و فارسی میں لیاقت نہ ہو دیکھتے ہیں
 علوم دین سے ناواقف ہیں لہذا جو کچھ ان کے سینے میں ہے وہ ان کے دلائل ایمان سے آتے ہیں۔
 اس کی نبوت و خداوندی یہ بیان نہیں کئے۔ انھوں نے انھیں دوسرے دوسرے کے ساتھ
 قبل اس کے کہ ان کا تعلیم و تہذیب اس امر کی صورت میں ہو کہ ان کے حال پر سخت افروز
 آتا ہے کہ وہ اپنی عقیدہ کو کر کے اپنے شخص سے منکر کریں کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے

* پیچری بنا دیا اس سلسلہ سے ہی ان کا مقصد و مقصد ہے کہ ان کے ہر ذات و حلقہ سے انکار و مہرب
 پیچری کا اصل اسلوب ہے۔ اس سے علاوہ وہ میرے حضرت پیچری میں ال پیچروہ کے عوام
 و جہل میں پرلا ہے یہاں پر ان کا یہ سلسلہ ہے کہ حضرت محمد علیہ السلام پر پورا نہیں ہو

پس واضح ہو کہ ان صفات سے جو نقلی استدلال پیش کیا ہو یہ جاراقتد
 ز محشری تنزیلی کا استدلال ہے چنانچہ تفسیر کشاف میں آیت تک کہ فرق اول کے
 ذیل میں اس کی اسباب کے اس اثبوت کے امارات
 اولیاء کا ابطال یا یا جائے کہ نہ کہ جن کو کوئی
 طرف کلمات منسوب میں وہ اگر چہ پیغمبر
 دلی میں مکر رسول نہیں ہیں۔ اور خدا تعالیٰ
 نے اپنے غیب پر مطلع کرنے کے لیے رسول
 کو مخصوص کر دیا ہے۔ اس کا جواب علماء اہل سنت (کثر ہم اللہ تعالیٰ) سے امام رازی
 قاضی بیضاوی شاعر عجب راضی و بلوی وغیرہ کا برنے شد و وجہ سے دیا ہے
 ان سب میں سے جو اب حضرت شاعر صاحب بیضاوی و لطیف ہے۔ لہذا اس مقام میں اسی جواب
 کسی نقل پر کف کیا جاتا ہے۔ حضرت شاعر عبد الغفر نے تفسیر غفری میں فرمایا ہے۔
 باید و انت کہ صاحب کشف بنابر مذہب اعتزال خود رخت ابن آیتہ کشف و فہم ابطال الکفر کیا
 الخ۔ و لیکن باوجود ادعا سے دانشمندی این مرتب از وہ سب یہ بید واقع شدہ زیر کہ این آیتہ نفی
 اطلاع بر غیب پر چھیکہ منع نہیں بہشت تباریکہ و ان حاصل شود از غیر۔ و ان میکتہ نہ نفی اطلاع
 بر غیب مطلقاً نہ جائے کہ کلمات دیگر یا ابطال نہاید۔ و در تفسیر گزشت کہ اہل ہمارے شخصہ بر غیب
 چھیکہ ویکہ است۔ و اہل ہمارے غیب بر ان چھیکہ ویکہ۔ و از نفی ان نفی این لازم نمی آید اولیاء اللہ
 را اگرچہ اہل ہمارے غیب حاصل نیست اہل ہمارے غیب بر ایشان جایز واقع است چنانچہ در حق ما ویر
 موسیٰ علی نبیائے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ سورہ قصص منصوص است کہ انار ادعی

وَفَهَذَا الطَّالُّ الْكَرَامَاتِ كَلَّا الَّذِينَ
 تَفْتَنُ آلِهَتُهُمْ الْمُتَنَاءُ كَلَّا
 أُولَئِكَ هُمُ الرَّاغِبُونَ إِلَىٰ
 اللَّهِ الْمُسْلِمِينَ بِالْإِطْلَافِ
 عَلَى الْغَيْبِ - (کشف)

اور ان کا بال پریدہ ہمارے صریح طور پر ہے۔ ان سے بہت سے جو کلمات دیکھ، اشاعتہ السنہ جلد دوم کو
 نمبر ۲۴ کے ملاحظہ سے بخوبی نظر ہو سکتا ہے۔

ایک وجہ سے من المسلمین اکثر علماء اہل سنت کہ فرق در اظہار شخص غیب و اظہار
غیب بر شخص نکرہ اند میگویند کہ مراد از غیب درین آیت احکام شرعیہ اند کہ تکلیف با آنها عام بر کلمتین
می باشد و اگر از غیب مطلق غیب مراد باشد لازم آید کہ نبی محض را مثل حضرت خضر نیس
اطلاع بر هیچ غیب حاصل نہ شود زیرا کہ در آیت حصر علم غیب بر لفظ رسول فرمودہ اند و رسول
افضل از نبی است آری اطلاع بر احکام شرعیہ جدیدہ دادن خاصہ رسول است کہ در وی یافتہ
نہ شود و بعض از ایشان گفتہ اند کہ حصر بہ ملاحظہ قید اصالت است یعنی بالصدانہ اطلاع
بر غیب خاصہ پیغمبر است و اولیاد اطلاع بر غیب بطریق وراثت و تبعیت حاصل می شود
چنانچہ نور قمر مستفاو از نور شمس است۔ اور اس سے پہلے تفسیر آیت
خلا یطہر علی غیبہ میں غیب پر کسی کو مطلع کرنے اور اس کو غیب کی اطلاع دینے میں
فرق کے بیان میں فرمایا ہے۔ پس مطلع نمی کنند سچا پس را بوجہ کہ رفع تلبیس و اشتباہ
خطا بکلی در آن اطلاع حاصل شود۔ و احتمال خطا و اشتباہ اصلاً نماند و مہین اطلاع دادن
کہ ای ست کہ اور اظہار شخصی بر غیب تو ان گفت بخلاف اطلاع مخبر و اطباء و کاہنان و کالان
و جفریان و فال بنیان کہ علم ایشان بعض حوادث کہ نبیہ از راہ استلال باباب و علامات ظنیہ
یا اخبار تھلہ الصدق و الکذب جنیان و شیاطین تخمینی و وھمی می باشد نہ یقینی۔ و اولیا
را ہر چند علم الہامی تھینی بعض حقایق ذات و صفات یا وقایع کہ نبیہ حاصل می شود
اتالیس و اشتباہ بھجج الوجوہ ازان مرتفع نہ کرد تا اظہار ایشان بر غیب و استیلا بر ان مستحق
گردد بلکہ اظہار غیب بر ایشان و انعکاس صورت غیبیہ در آئینہ وجدان ایشان ست و لہذا ایک نظام
بآں مستحق نہ شود و خود ہم در تحصیل یقین بآں و اعتماد بر آں محتاج بنواہد کتاب و سنت کہ تمام
وحی اندیش و ندیس اظہار بر غیب سچا پس را نہ و ہند۔ ان کو ان قضی من رسول۔ مگر کسیک
پسند می کند و انکس رسول می باشد خواہ از جنس ملک باشد مثل حضرت جبریل علیہ السلام و خواہ
از جنس بشہ مثل حضرت محمد و موسی و عیسی علیہم الصلوٰۃ و التسلیات کہ اور اظہار

بر بعض از غیوب خاصہ خود مفرایہ تا آن غیوب را بکلفین رساند و تلبیس و اشتباه را از ان بکلی
رفع نماید تا احتمال خطا و ناراستی اصلاً پیرامون آن نگردد و عامہ مکلفین کہ بدین معجزہ تصدیق
رسول بشری نموده باشند در وحی ہر بارہ بر ان اعتماد نموده در غلط نیفتند و راہ گم نہ
کنند و اورا از انزال وحی احتیاطاً ملین بکار سے برد فائدہ نیسالت یعنی پس تحقیق پروردگار من
روانہ میکنم من بین یکدیگر پیش رست آن رسول خواہ ملکی باشد خواہ رسول بشری
و پیش دست فکریہ و قوت و حصیہ و قوت خیالیہ است و طبایع و اخلاق حاضر الوقت و من خلفہ
یعنی و از پس پشت آن رسول خواہ ملکی باشد خواہ بشری و پس پشت علوم مرفوعہ و در حافظہ
اوست و عادات و اخلاق متروکہ مساصلاً چون کیداران را از جنس ملائکہ تا وقت آوردن وحی
و گرفتن آن قوت فکریہ و حصیہ و خیالیہ را سبقت کردن نمند۔ الخ

اس کلام بلاغت نظام میں حضرت شاہ صاحب مرحوم نے استدلال منکرین الہام
و کرامات اولیاء اللہ کا شافی جواب دیا اور سنجوبی ثابت کر دیا ہے کہ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے انجیر
غیب پر سبچ رسول کی کو ایسے طور پر مطلع کرنے کے آسین خطا و اشتباہ کا امکان دفع فرمایا
اور اس کے ساتھ فرشتوں کا پہرہ چوکی بھی ہوگی نفی کی ہے۔ مطلق اطلاع غیب کی غیر رسول
سے نفی نہیں کی اور ایسی اطلاع غیب کی طرف سے غیر رسول کے لئے جائز بلکہ واقع ہو
ہے۔ چنانچہ والدہ حضرت موسیٰ و خضر علیہ السلام کے لئے ہوئی۔

خاکسار (ادیشہ) کہتا ہے۔ اس مقام میں ان تمثیلات کی تشریح ضروری
ہے تاکہ عوام الی حدیث جو فریق اول کے دام اعتزال میں نہیں رہ کر یا ہنسنا چاہتے ہیں۔
ان تمثیلات منصوصہ قرآنیہ سے واقف ہو کر ان کے دام سے راسخی پائیں اور یہ جان جائیں
کہ مطلق اطلاع غیب خاصہ انبیاء نہیں ہے خاص کر اطلاع بحفاظت و حراست انبیاء
سے مخصوص ہے۔

حضرت موسیٰ کی والدہ کو غیب پر مطلع کرنے کا حال قرآن میں یوں

بیان فرمایا ہے کہ تھے اور موسیٰ کو یہ الہام کیا جب اسکو حضرت موسیٰ کے تولد ہو رہا تھا
 فرعون کے حکم قتل کا ڈر لگا کہ تو اسکو
 دودھ پلا۔ پہر جب تجھ (اسکو) ازج جانیکا
 ڈر لگے تو اسے (صندوق میں بند کر کے)
 دریا میں ڈال دے اور (اسکے) ٹوٹ جانے
 یا فرعون کے ہاتھ سے مارے جانیکا) خوف و غم نہ ہم اسکو تیسرے پاس پہر لایسے گئے
 اور اسکو پیغمبر بنایسے گئے۔

اور حضرت خضر علیہ السلام کا حال اطلاع غیب قرآن میں یہ بیان ہوا ہے
 کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے تو انہوں نے کشتی کے
 تختے کو اڑا کر دیا۔ پہر ایک بیگناہ لڑکے کو مار ڈالا۔ پہر ایک قوم کی کہنے والی دیوار
 کو کھڑا کر دیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان فعلوں پر اعتراض کیا تو حضرت خضر
 نے انکا سبب یوں بتایا کہ وہ کشتی تو مسکینوں کی تھی (جسکے ذریعہ سے) وہ دریا

میں کام کیا کرتے تھے۔ میں نے اسکو (اس لڑکے)
 عیب ناک کرنا چاہا کہ (اسکے) پیچھے سے ایک
 ظالم بادشاہ آ رہا تھا جو سب (اچھی) کشتیوں کو
 بیگار میں کھینچ لیتا تھا وہ لڑکا (یہ) ایشی کافر
 تھا اور (اسکے) باپ مسلمان تھے۔ مجھے
 خوف لگا کہ وہ (لڑکا) ہو کر (انکو) کراہی و کفر
 میں ڈال دیگا۔ میں نے (اسکو) قتل کر دیا۔
 یہ چاہا کہ خدا اللہ اسکے بدلے اس سے بہتر
 شہر اور رحم والا فرزند عطا کرے۔ وہ دیوار

اما السفينة فكانت لمساكين يعبرون
 في البحر فان احبها وكان وراهم
 ملك ياخذ كل سفينة غصبا واما الغلام
 فكان ابواه مؤمنين فخشينا ان يرهقهما
 طغيانا وكفرا فان اردنا ان يبدلهم ارحما
 واهل بائنا منكم فاقرب رجلا واما الجدار
 فكان لفرعطينيين فهم يبيعون في المدينة
 تحت يد كفر لهما وكان ابوهما صالحا
 فان اردنا ان يبدلهم اشد هما ويطرحا

کنزہما رحمۃ من ربک وما فعلتہ
عن امری ذالک تاویل مالک تسطیع
علیہ صبر۔ (الکہف ع ۱۰)

جوان ہو کر اپنا خزانہ نکالیں یہم جو کچھ میں نے کیا یا کہا اپنی راسی یا اختیار سے نہیں کیا یعنی
یہم خدا کا حکم اور الہام تھا۔

ایسی ہی مخصوص اور صریح ایک اور مثال (حضرت مریم کو غیب کی اطلاع دی)
قرآن میں موجود ہے جسکو شاہ صاحب نے اس مقام میں ذکر نہیں کیا۔ اوسکا ذکر یہی
بتقابلہ اس تفسیر استدلال مخالفین کے مناسب ہے۔

خدا تعالیٰ نے سورہ ہریم میں فرمایا ہے کہ میں نے مریم کی طرف اپنی روح الامیں کو

بھیجا وہ اوسکو پورے انسان کی صورت
میں دکھائی دیا اوسنے کہا میں تجھ سے
خدا کی پناہ میں آئی اگر تجھے خدا کا ڈر ہے وہ
بولائیں تو خدا ہی کا رسول ہوں کہ تجھ کو ایک
ستہرا لڑکا دوں وہ بولی مجھے لڑکا کیونکر
ہو گا مجھے کسی بشر نے جائزہ طور پر ہاتھ نہیں
لگایا۔ اور زمین ناجائز فعل کرنے والی ہوں
اوسنے کہا ایسا ہی بلا اس بشر تو لد فرزند

فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشر
سویا قالت انی اعوذ بالحق منک ان
کنت نقیبا قال انما انا رسول ربک لاھب
لک غملا زکیا قالت انی نیکون لی غملا
ولم یسیر بشر لہا لبعیا قال ذالک انک
قال ربک ہویٰ یزین و لنجعلہ ایتا لک
ورحمۃ منا و کان امر مقضیا۔
(مریم ع ۲)

ہوگا۔ تیسہ رب کہتا ہے یہم لہر بلاس بشر لڑکا دینا مجھے آسان ہے اور تاکہ میں
اوسکو لوگوں کے لئے ایک نشانی قدرت اپنی طرف سے رحمت بناؤں یہم امر
ہوا ہوا یا ہے۔

گو گھر کو وہ فریق اول کے استدلال سابق کی مقابلہ میں پیش نہیں کی جاسکتی کیونکہ اس میں

ان تشبیلات ثلاثہ کو پڑھ یا سنا کر مسلمان سپردِ قرآن کو اس میں شک باقی نہیں رہ سکتا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام اور والدہ موسیٰ علیہ السلام کو (جو بالاتفاق نبی نہ تھیں) اور حضرت خضر علیہ السلام کو (جو بالاتفاق جمہور علماء اسلام نبی نہ تھے۔ اور انکو رسول نہ ہونے میں تو کلام ہی نہیں) بعض غیب باتوں کی اطلاع دے گی جس سے یقیناً وجہ نامعلوم ہو گیا۔ کہ اس آیت سے کہ خالصین میں غیر نبی کے لئے مطلق اطلاع غیب کی نفی ہرگز مراد نہیں کسی خاص وجہ (یا قسم) کی اطلاع غیب کی نفی مراد ہے۔ وہ وجہ یا قسم وہ ہو جو شاہ صاحب وغیرہ نے بیان کی ہے خواہ کوئی اور وجہ (یا قسم) جس کو یہ حضرات خود تجویز کر لیں۔ بہر حال ظاہری اطلاق ہرگز نفی نہیں ہو سکتا۔

ان تشبیلات کی نسبت فریق اول کا خیال و مقال

اور

اُس کا ابطال

یہ تشبیلات منصوصہ قرآنیہ قطعیہ یقینہ فریق اول کے خواص اور بعض عوام پر متبیح یا مستحب

اوسے غیر نبی کی طرف وحی خداوندی (الطالع غیب پر مشتمل کیونکہ نہ ہو) جائز کہی ہو لہذا اس تشبیل کا اسس نقلی استدلال مخالفین کے مقابلہ میں پیش کرنا مناسب ہے جو حسین غیر نبی کے لئے مطلق اطلاع غیب کی (بواسطہ مرثیہ ہو خواہ بواسطہ) نفی کی گئی ہے۔

۱۱۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وجہ بیان کردہ شاہ صاحب یا کسی اور صاحب کی صحت کا باقاعدہ حقیقہ ہو ورنہ نہیں ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ اس آیت میں اطلاع دینے کی نفی ہرگز مراد نہیں۔ اس مطلق نفی کو چھوڑ کر اسکی مراد جو چاہو سو بھراؤ۔ چکواس ہو استقامت میں بحث نہیں۔

تو باوجود ادعا پیروی قرآن و ترک تقلید این و آن نا انصافی و سخن پروری سحران تمثیلاً
 کے جواب میں یہ کہہ دیتے ہیں کہ انہیں غیر نبی کے لئے اطلاع غیبی پائی جاتی ہے
 تو یہ پہلی امتوں کے لئے ہے۔ اس امت محمدیہ کے اولیاء کہلانے والوں
 کے لئے (جسکے الہامات سے انکار ہے) ایسی اطلاع غیبی ان تشیلات میں یا اور کبیز
 کہان پائی جاتی ہے۔ پھر اس امت کے اولیاء کو وحی الہام غیبی کیونکر جانی ہے۔
 انکے اس مقال کا مآل و حاصل یہ ہے کہ ہم نے اپنے اس انکار عام کو چھوڑا۔ اور یہ
 مان لیا کہ مطلق اطلاع غیب خاصہ انبیاء نہیں۔ غیر نبی کو بعض صورتوں میں اطلاع غیب
 دی جاتی ہے۔ گریہ شرف و منصب پہلی ہی امتوں کو حاصل تھا۔ یہ امت (محمدیہ مرحومہ)
 اس شرف و فیض الہی سے محروم و بے نصیب ہے اس امت میں صحابہ سے لیکر ائمتہ
 کے اولیاء تک کوئی اس شرف و منصب (جو درموسے یا حضرت مریم یا خضر علیہم السلام
 کو عطا ہوا تھا) لائق و اہل نہیں گذرا۔

ہر چند انکا یہ خیال و مقال اس قابل نہ تھا کہ ہم اسکو نقل کرتے چہ جائیکہ اسکا جواب
 قلم میں لاتے کیونکہ اس میں پرلے سہ سے کی خفت اور اس امت مرحومہ کے اولیاء و اصفا
 (صحابہ و تابعین وغیرہ امیر دین) کی امانت پائی جاتی ہے مگر چونکہ انکا یہ خیال و مقال پہلے
 عوام فریق اول میں شائع ہو کر صحیح تسلیم کیا گیا ہے۔ اسلئے مجبوراً و اضطرار اسکا جواب
 دیا جاتا ہے۔

بہت تسلیم اس امر کے کہ خدا تعالیٰ بعض وجوہ سے اطلاع غیب غیر نبی کو بھی دیتا ہے
 اور یہ امر پہلی امتوں میں بشہادت قرآن پایا گیا ہے۔ اس امت مرحومہ کے لئے اس شرف کے
 حصول پر ہمارے پاس کوئی خاص نص قرآن یا حدیث نہ بھی ہو تو ہمکو حصول اس
 شرف کے ثابت کرنے کے لئے ایک وہ
 آیت حسین اس مرحومہ امت کو خیر امت ٹھہرایا

مَنْ خَيْرَ امَّةٍ اَخْرَجَ لِلنَّاسِ

(آل عمران ع ۱۲)

عن یزید عن ابیہ عن جدہ انہ سمع النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی قولہ کہنتم
خیر امتہ اخرجت للناس قال انتم
تتمون سبعین امتہ انتم خیرھا
والکما علی اللہ - ہذا الحدیث حسن
(جامع ترمذی ص ۳۸۹)

کیا ہے اور ایک وہ حدیث جو اس آیت
کی تفسیر ہے اور اس میں یہ تصریح ہے کہ
تم نے (اسی امت مجدیہ) ستر امتوں کو پورا
کیا ہے اور تم ان سب سے اللہ کی نزدیک
بہتر اور بہت باعزت ہو کافی دلیل
ہے مع ہذا بالفعل ہم ایک خاص

روایت حدیث حصول اس شرف کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں منکرین
مخالفین اس حدیث کا ثبوت اس مدعا کے لئے ناکافی ہونا ثابت کریں گے تو ہم اس قسم کی
بیسویں روایات کتب حدیث سے اور پیش کریں گے - انشاء اللہ تعالیٰ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن آپ

الخلفاء کبریٰ عن عمر بن الخطاب
قال یما عمر یخطب یوم الجمعة ذکرت
الخطبة فنادی یا ساریة الجبل مرتین
او ثلثا ثم اقبل علی خطبة فقال ناشر
من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انہ لکن ترک خطبة فنادی یا ساریة
الجبل فدخل علیہ عبد الرحمن بن عوف
وکان یسبط علیہ فقال یا امیر المؤمنین
تجعل للناس علیک مقالاً ینہما انت
فی خطبتک اذ نادیت یا ساریة الجبل
ای شہدا قال لا واللہ ما ملکک ولاک

مسجد نبوی میں منبر پر جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے
کہ ناگاہ انشاء خطبہ میں آپ نے یہ الفاظ فرمائے
”یا ساریہ الجبل“ یعنی اے ساریہ
(یہ ایک امیر لشکر ہے جس کو آپ نے چار سالہ
کر کے نہاؤندین بھیجا تھا۔ اور وہ میدان
جنگ میں بے موقعہ کھڑا ہوا تھا اور اس کا
پہرہ بے موقعہ کھڑا ہونا خدا تعالیٰ نے حضرت
عمر کو غیب سے مشاہدہ کرا دیا تھا) پہاڑ کو
پس پشت لے۔ لوگ آپ کے یہ الفاظ
سنا کر تعجب و معترض ہوئے۔ تو بعد ازاں
حضرت عبد الرحمن بن عوف نے آپ سے

اے ہمارے گورنارستان مجوزی ہر ان میں ایک شہر کا نام ہے۔ قانوس

جین رایت ساریہ واصحابہ یقاتلون
عند جبل وایتون من بین ایدھم
من خلفھم فلم یمات ان قلت یا ساریہ
الجبل لیجعل بالجبل فلم یغن الا یام حتی
جاہر سون ساریہ بکتاہد از القوم
لقونا یوم الجھتہ فقاتلنا اھم من
جین صلینا الصبح الی ان حضرت الجھتہ
وذکر حاجب الشمس فسمعنا صوت منادی
یناد بالجبل مرتین فاجتبا بالجبل فلم
نزل فاکھڑن لعدونا حتی ضربنا
اللہ تعالیٰ۔

(از لہ الخفا حضرت
شاکر علی اللہ)

استفسار حال کیا۔ آپ نے فرمایا
میں نے ساریہ اور اسکے ساتھ والوں کو ایک
پہاڑ کے پاس ایسے موقع پر کھڑ کر دیوں
دیکھا کہ اون کے آگے پیچھے دونوں
طرف سے دشمن آ رہے تھے جبین
انکی شکست کا خوف تھا تو میں یہ بات
کہنے سے رک نہ سکا۔ پہر بہت دن نہ گذرے
کہ ساریہ کا قاصد کا خط لیکر پہنچا۔ جبین
یہ کہہ رہا تھا کہ صبح سے جہد کے وقت تک
ہمارا دشمن سے مقابلہ رہا اور میدان ہاتھ
نہ آتا تھا کہ گٹھنے دو دفعہ یہ پکار کر سنی
کہ اے ساریہ پہاڑ کو پس پشت لے
پس ہم نے پہاڑ کو پس پشت لیکر دشمن

کا کیسہ ہو کر مقبلاً کیا تو خدا نے دشمن کو ہر گادیا۔
اس حدیث کو امام بیہقی وحافظ ابی نعیم نے دلائل النبوت میں لاکھا
نے شرح السنت میں ویر عاقولی سے اپنے فوائد میں ابن الاعرابی
نے کرامات الاولیاء میں خطیب
بغدادی نے سوانہ مالک میں
محب طبری وابن مردودہ
ابو یعلیٰ وغیرہ نے اپنی اپنی تصانیف
میں روایت کیا ہے۔ اور انس کا بر محدثین

انجیل البیہقی و ابو نعیم فی دلائل النبوت
واللہ الکافی فی شرح السنت و الدرقانی
فی فوائد و ابن الاعرابی فی کرامات الاولیاء
والخطیب فی سوانہ مالک علی کاف عین
ابن عمر قال وجہ عمر حبشاً و امر علیہ

سجلاً یعنی ساری تر فینما عم فی جبل
ینادی یا ساری تر الجبل ثلثاً الحدیث
قال ابن حجر الاصابۃ اسناد قصص
ساریہ حسن۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۲۴)

متکلمین (مستقدمین و متاخرین) نہر طبقہ
بعد طبقہ اپنی تصانیف میں (جیسے صاحب
مشکوٰۃ نے مشکوٰۃ میں حافظ
ابن حجر نے اصحابہ میں امام سیوطی
نے تاریخ الخلفاء میں۔ حضرت شاہ

ولی اللہ نے ازالۃ الخفایں ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں علامہ
نفتا زانی نے شرح عقاید میں) نقل کر کے اس پر استشہاد اور اس پر اعتماد
کیا ہے۔ اور حافظ امام ابن حجر نے اصحابہ میں اسکی اسناد کو حسن کہا ہے۔ چنانچہ
امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ان سے نقل فرمایا ہے۔

اس حدیث میں ایک تو حضرت عمر فاروق کو خدا تعالیٰ کا غیب پر اطلاع دینا پایا جاتا ہے
جنہوں نے اتنی دور سے صف جنگ کا معائنہ کر لیا۔ دوسرے حضرت ساریہ اور ان کے
ساتھ والوں کو جنہوں نے اتنی غیبت سے حضرت عمر فاروق کی آواز کو سن لیا۔
اب اس سے بڑھ کر اس امت مرحومہ کے لئے حصول اس شرف پر شہادت و دلیل
اور کیسی بکار ہے اور اس دلیل کے ثبوت و دلالت میں کیسے کب جا انکار ہے
اب تو فریق اول کا اپنی خیال سے دست بردار نہ رہیں شرط انصاف و علامت اتباع قرآن
و حدیث ہے مگر افسوس فریق اول کے بعض ناانصاف اس حدیث کو پھر پھر پاسنگر
بھی اپنی خیال سے دست بردار نہیں ہوتے اور اس حدیث کی صحت یا دلالت میں کچھ
نہ کچھ کہنے خواہ نہ بنے (کہہ دیتے ہیں۔

اس کے ثبوت میں تو وہ یہ کلام کرتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

+ یہ دعوے ہیں اس فریق کے خواص سے نہیں سنا۔ اور ان کے رسالہ ابطل الہام

اور دلالت میں یہ کلام کہ اس میں صرف صحابہ کی اطلاع غیب کا ثبوت پایا جاتا ہے
غیب صحابہ (پچھلے اولیاء) کے الہامات و اطلاع منیبات کا اس میں کہان
ثبوت ہے۔

انکی اس کلام (دوم) کا حاصل یہ ہے کہ مجھے صحابہ کی اطلاع غیبی کو بھی مانا۔ اور
اس سے انکار کو بھی چھوڑ دیا اب ہمارے صرف ان سے پچھلے اولیاء کے الہامات و اطلاع
منیبات سے انکار ہے اور اس کا ثبوت بیکار۔

انکے دعویٰ ضعف حدیث کا جواب تو ہمارے بیان سابق میں آچکا ہے
کہ یہ حدیث حسن و ضعیف نہیں ہے اور شاید یہ حضرات بھی اگر انہیں کچھ سمجھ
والصاف ہے) اس جواب کو دیکھ کر پھر اس ضعف کا نام نہ لیں۔

اور دعویٰ خصوصیت صحابہ کا جواب مولف برائین احمدیہ نے خود اپنی
کتاب کے حصہ چہارم میں صفحہ ۵۴۵ دیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ صحابہ سے پچھلے

میں دیکھا صرف ادن کے عوام کی زبان پر ہے۔ عرصہ تخمیناً پندرہ سال کا ہوا ہے کہ مجھے
اپنی دعویٰ میں اس حدیث کو ثبوت کلمات اولیاء اللہ میں پیش کیا تھا تو ایک مذہب نے
(جو ہرگز وہ فرقہ اول کا دست گزشتہ ہے) یہ کہہ دیا تھا کہ یہ حدیث ضعیف ہے، انہوں نے ہی ایک مسلم
نے کہ وہ ہی ان حضرات کا متعلقہ و گرویدہ ہے، یہ دعویٰ کیا ہے۔ ہر چند یہ دعویٰ بڑی حضرت کی
تعلیم و افادہ ہے میں ورنہ وہ بیچارہ عوام کیا جانیں مگر حجت ایک حضرت اعلیٰ بر ملا خود یہ دعویٰ ان پر
یا قلم میں لادیں اور اسکی ثبوت میں کسی محدث امام حج و تعدیل کا قول پیش نہ کریں ہم اس دعویٰ کی
طرف زیادہ التفات نہیں کرتے اور عامیوں سے خطاب مناسب نہیں سمجھتے۔ حضرت اعلیٰ خود بھی
ضعف حدیث میں تو مروی میدان میں پہر ہے اسکا جواب میں بیچارہ لاسلم جالمون کے قانون میں
ایسی باتیں پہونک دینا اور انہیں دین کو مستتبہ کرنا مردانگی کی بات نہیں ہے۔

اصل کلام مولف یہ ہے ثبوت کے جہد میں مصلحت زبانی کا تقاضا یہی تھا کہ جو غیر نبی ہر اس کے

پہلے اولیاء اللہ کے اس قسم کے الہامات کا ثبوت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی کتاب فتوح الغیب اور شیخ محمد الفکائی کے کتابات کی جلد دوم میں موجود ہے۔ ان کتابوں کو ملاحظہ کرو تو معلوم ہو کہ یہ شرف (الہام غیبی) صاحب کے بعد ہی اولیاء اللہ حضرت کو بطور وراثت عطا ہوا چلا آیا ہے۔

الہامات نبی کے وحی کی طرح قلب بند نہ ہون تاغیر نبی کا نبی کے کلام سے داخل واقع نہ ہو جائے لیکن اُن کے بعد جعفر اولیاء اور صاحب کمالات باطنیہ گذرے ہیں اُن کے الہامات مشہور و متعارف ہیں کہ جو ہر ایک عصر میں قلب بند ہوتے چلے آئے ہیں اسکی تصدیق کے لئے شیخ عبد القادر جیلانی اور محمد الفکائی کے کتابات اور دوسرے الیاء اللہ کی کتابیں دیکھنی چاہئیں کہ کس کثرت سے اُن کے الہامات پائے جاتے ہیں بلکہ امام ربانی صاحب اپنی کتابات کی جلد ثانی میں جو مکتوب بیجاہ و حکیم سر اسین صاف کھتہ پرز کر غیر نبی بھی مکالمات و مخاطبات حضرت احریت سے مشرف ہو جاتے اور ایسا شرف محدث کے نام سے موسوم ہے اور انبیاء کے مرتبہ سے اوپر کامرتبہ قریب واقع ہوتا ہے ایسا ہی شیخ عبد القادر صاحب نے فتوح الغیب کے کئی مقامات میں اسکی تصریح کی ہے اور اگر اولیاء اللہ کے ملفوظات اور مکتوبات کا تجسس کیا جائے تو اس قسم کے بیانات اُن کے کلمات میں بہت سے پائے جائیں گے اور امت محمدیہ میں محدثیت کا منصب استقدر بکثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بڑے سے غافل اور پیچہ کلام ہے اس امت میں آج تک ہزار ہا اولیاء اللہ صاحب کمالات گذرے ہیں جنہی خوارق اور کمالات نبی امیر اہل کے نبیوں کی طرح ثابت اور متحقق ہو چکی ہیں اور جو شخص تفتیش کرے اسکو معلوم ہوگا کہ حضرت احریت نبی صلیا کہ اس امت کا خیر الامم نام رکھا ہے ایسا ہی اس امت کے اکابر کو سب سے زیادہ کمالات ہی بخشے ہیں جو کسی طرح چھپ نہیں سکتے اور اُن سے انکار کرنا ایک بغت و درجہ کی حق پوشی ہے۔ براہید احیاء ص ۲۶

اور ظاہر ہے کہ صحابہ سے پچھلے اکابر کے حالات کے لئے اسی قسم کا ثبوت کافی ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ پچھلے اکابر کے حالات و واقعات کو سی قرآن و حدیث ہی سے نکالے

اور اگر یہ حضرات دائرہ ثبوت و دلائل کو تنگ کریں۔ اور پچھلے اولیاء کے حالات کا ثبوت قرآن و حدیث ہی سے طلب کریں اور یہ کہہ دیں کہ کس آیت یا حدیث میں آیا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی و مجدد الف ثانی کو فسلان فسلان الہام غیبی ہوا ہے تو میں نہیں جانتا کہ کوئی عاقل (ہندو ہو خواہ مسلمان یہودی ہو خواہ نصرانی ہو) ہو خواہ آریہ اسکے اس سوال کو مستحق جواب قرار دے۔ لہذا مناسب ہے کہ یہ حضرات ایسا سوال کرنے سے شرابین اور اہل اسلام پر اقوام غیر کو نہ منساوین۔

اس بحث سے ثابت ہوا کہ تمثیلات مثلاً قرآن میں جنہیں غیر نبی کا بعض منیبات پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مطلع ہونا یا جاہل بلا فراحت ثابت ہیں۔ اور ان تمثیلات کے نسبت فریق اول کا یہ خیال کہ وہ پہلے امتوں سے مخصوص ہیں یا یہ عذر کہ اس امت محمدیہ یا خاص صحابہ سے پچھلے اولیاء کی اطلاع غیب پر اسلام میں کوئی شہادت پائی نہیں جاتی صحیح نہیں۔ اور ان تمثیلات اور انکی نظائریہ سے جو امت محمدیہ میں پائی جاتی ہیں یقیناً قطعاً معلوم ہوتا ہے کہ آیت متہ کے فریق اول میں غیر رسول کے لئے اطلاع غیب کی نفی مطلقاً ہرگز مراد نہیں اور استدلال نقلی فریق اول اس آیت سے سے بتلینجا رالہ ہشتی متغری باطل ہے۔

استدلال عقلی (عوام فریق اول) یہی متغریہ ہی کا استدلال ہے جو انہوں نے عموماً (الہام وغیرہ) اگر اہل اولیاء کی نفی میں پیش کیا ہے اور وہ کتب کلامیہ (شرح مواقف شرح عقاید۔ شرح فقہ الکبیر۔ تمہید سالمی وغیرہ) میں منقول ہے۔ اور اسکا جواب بھی ان کتب میں موجود ہے۔ ہم اس مقام پر نہیں

ناصر روڈ سیالکوٹ

۲۱۲

برائین احقر پیر پور

نمبر ۴ جلد ۴

ان کتابوں کی اصل عبارات بعد حاصل مطالب حواس استدلال کے علاوہ فریق اول کو
اور وسوسوں و خیالات کے جواب پر یہی شتمل میں نقل کرتے ہیں۔

شرح مواقف میں لکھا ہے مقصد نہم اس بیان میں ہے کہ کرامات اولیا

رجین الہام فیہی ہی داخل ہے (جسایز
زمان اور واقع میں۔ اسکا جواز تو ہمارے

(المنت کے) ان اصول سے ثابت

ہے کہ جو امر ممکن ہو اس پر قادر ہو اور خدا

کسی فعل میں اسکی ذاتی غرض ضروری

نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ کرامت امر ممکن

ہے کیونکہ وقوع فرض کرنے سے کوئی

محال لازم نہیں آتا ہے اور اسکا وقوع حضرت

مریم علیہا السلام کے ان حالات سے کہ وہ

بغیر مرد کے حامل ہو گئی اور اسکے پاس نفق

غیبی پہنچا اور خشک درخت خرابے سے پھر

بجو رہن گرا بھی گئیں ثابت ہے۔ (ان امور

کو حضرت زکریا کا معجزہ یا نبوت عیسیٰ علیہ السلام

کے لئے انظار یا پیشگی معجزہ قرار دینا ایسا

امر ہے کہ کوئی منصف اس پر شوجہ نہیں ہو سکتا

اور قصہ اصف اور قصہ اصحاب کہف سے

بھی انکا وقوع ثابت ہے۔ ان امور سے

معجزہ کوئی نہ تھا۔ کیونکہ معجزہ کسی مشرط

المقصد لتاسع کتاب الایمان

و انھا جائزہ واقعہ اسکا جواز تھا

علی اصولنا و حیلان و حیلان و حیلان

مستند الی قدرہ الشاکلہ و لا یجب

غرض فی افعالہ ولا شاک ان الکرامۃ

امر ممکن اذ لیس بلزم من فرض وقوعہا

محال و اما وقوعہا فمقتضیہم حیث

جلیت بلا ذکر و وجد الرزق عسک

بالسبب و تساقط علیہا الرطب من الخلة

الیابستہ و جعل بذل الامور معجزہ کن کریم

او ارھا صا النبوة عیسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہا

مما لا یقدر علیہ منصف و قصہ اصف

و قصہ اصحاب الکہف و شہدائہم لکن

مخجل لفقد شرطہ و من انکر الکرامۃ

لحق بانھا لا یتتمیز عن المعجزۃ فلا یکن

المعجزۃ و دالہ علی النبوة و نبیہ باب

اثباتہا و الجواب انھا یتتمیز بالتحدی

مع ادعای النبوة فی المعجزۃ و عدمہ

مگر کہ وہ فریق اول کے بعض دست گزرتے لوگوں سے بھی یہی سنا ہے یہ لوگ اسکی جواب کو جو اس

مقام میں اور بعضو (۲۱۲) سے بنور پڑھیں۔

التحدي مع ذالك الادما في الكرامته

(شرح مواقف ص ۴۰۳)

(جبکہ ذکرِ غمِ قرب آتا ہے) اس میں پائی نہیں

گئی۔ چولوگ کرامات کے منکرین وہ ہیں۔

دلیل پیش کرتے ہیں کہ کرامۃ معجزہ کی مثل واقع ہو تو اسی میں اور معجزہ میں فرق نہیں ہو سکتا اس صورت میں معجزہ دلیل نبوت نہیں رہتا اور اثبات نبوت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ معجزہ اور کرامۃ میں فرق یہ ہے کہ معجزہ میں دعویٰ نبوت کے ساتھ مقابلہ کا مطالبہ ہوتا ہے اور یہ امر کرامت میں نہیں ہوتا یعنی اسی میں دلی اپنی نبوت کا دعویٰ کر کے بالمتقابلہ کرامۃ نہیں دیکھتا اور نہ اسکا معارضہ چاہتا ہے۔

اور شرح عقاید نسفی میں ان تمثیلات وقوع کرامت کے علاوہ بعض اولیاء اللہ کا پانی پر چلنا اور ہوا میں اڑنا اور بعض اولیاء سے حیوانات اور چادرات کا کلام کرنا اور حضرت عمر فاروق کا صف جنگ ساریہ کو غیب سے مشاہدہ کرنا اور حضرت خالد کا زہر کھانے سے ضرر نہ پانا اور حضرت فاروق کے فرمان سے دریا نیل کا جادسی ہونا وغیرہ نقل کر کے لکھ کر مقابلہ میں اس استدلال متعزکہ نقل کیا اور اسکا جواب یہہ دیا ہے کہ ولی کے ماتھے پر کرامت کا

ظاہر ہونا اس کے پیشوا نبی کا معجزہ ہے اسی
کرامت سے اس کا ولی ہونا ظاہر ہوتا ہے کیونکہ
ولی وہی شخص ہے جو نبی کی اطاعت کا
اقرار کرے اور اگر یہ ولی خود اپنی نبوت
کا دعویٰ کرے تو یہ ولی ہو ہی نہیں سکتا
اور نہ اس کے ماتھے پر کرامت ظاہر
ہو سکتی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ امر خلافت عادت جو ہو وہ
بنی کا معجزہ ہے۔ خود اس سے صادر ہو۔

لما استدلت المحترقة المنكرة لكل امتد

الاولياء بانهم لو جازطهوا خوارق

العادات من الاولياء لا تشتهه

یالغیرہ و لم یسمینا ابے من جیلان

أشار إلى الجواب ويؤمن ذلك
الذي هو من الزاوية

١٠٣٠ / ١٣٠٣ هـ

الذی طهرت هذا الکرامته ^{من} لواحده

لانه يظهر ما اى الكرامته ولى ان يكون

محققانے دیکھتا دیکھتا، الاقراب بالکلم
واللسان برساکتہ رسولہ مع الطاعن
لہ فی اواخرہ وبقا ہیہ حتی لو ادعی
ہذا الی الاستقلال بنفسہ، وعدہ
المتابعہ لہ کم یکن ولیا ولم یطہر الخ
علی یدہ۔ والحاصل ان الخارق للعادة
ہو بالنسبۃ الی النبی معجزۃ سواء طہر
قبلہ او من قبل احاد امتہ۔ والنسبۃ الی
امتہ کہ امتہ الخلوۃ عن دعویٰ بیوۃ
من طہر ذلك من قبلہ
(شرح عقاید)

خواہ اسکی امت سے اور وہی امر امت
کی نسبت کرا متہ ہے معجزہ اسلئے نہیں
کہ جس سے وہ سرزد ہوتا ہے اگر کسی طرف
اپنی نبوت کا دعویٰ پایا نہیں جاتا۔
اسکے بعد شرح عقاید میں معجزہ اور کرامتہ
میں وجہ فرق بیان کی ہیں۔ پہلے بنابر
اختصار اور نیز اس خیال سے کہ بعض وجہ
فرق کا بیان اور کتب خصوصاً شرح فقہ اکبر
کی عبارات میں اچھے طور پر ہوا ہے۔ پوری
عبارت شرح عقاید کو نقل نہیں کیا۔

یہی جواب تمہید ابوشکور الملیٰ میں منقولہ کسی اس استدلال کا دیا ہے

والذی یدل علی صحۃ هذا هو ان الکرامۃ
لو لا یجوز اثباتہا للہ وکیا فلا یجوز اثباتہا
الا انبیاء لان النبی قبل الوحی وقبل طہور
النبوۃ یمکن ولیاء عند الناس وان کان
نبیا عند اللہ ویجوز اثبات الکرامۃ لہ
قبل طہور نبوۃ کما کان کنیا علیہ السلام
وکان لابرہیم وموسیٰ وعیسیٰ وغیرہم
من الانبیاء علیہم السلام فقبل الوحی
والنبوۃ یسعی عند الناس ولیا فلا یجوز

پہر اسکے معارضہ و مقابلہ میں مذہب الہست
پر یہ استدلال قائم کیا ہے کہ اگر اولیاء کو
لئے اثبات کرا متہ جائز نہ ہو تو نبی کے لئے نبی
کرامات کا اثبات جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ نبی دعویٰ
نبوت سے پہلے لوگوں میں ولی ہی کہلاتا
اور قبل نبوت اسکی کرامات کا ظاہر ہونا ممکن
ہے چنانچہ آنحضرت و حضرت ابراہیم و حضرت
موسیٰ وغیرہ سے کرامات ظاہر ہوئی ہیں۔
پس اگر ولی کے لئے اثبات کرامات جائز

اثبات الکرامۃ للولی فلا یحیی اثباتہ
لکسب قبل الوجود لیکن فیہ نقل الکرامۃ
عن النبۃ صلعم وهو محال۔ الی ان قال
قبل الدعوی لا یجب الفرق بین النبۃ والولی
عند الناس لا یجب الا یما قبل الدعوی
واذا ادعی فلا یبقی شبهۃ فلا یلزم
(تہذیب سلمی)

نہو تو قبل از دعوی نبی کے کچھ جانی نہ ہوگا۔ آئین
آنحضرت کی کرامات کا قبل از دعوی سرزد نہ ہونا
لازم آتا ہے جو محال ہے یہ کہہ کر فرمایا ہے
کہ قبل دعوی نبوت نبی اور ولی میں فرق
ضروری نہیں اور نہ نبی پر قبل دعوی نبوت
ایمان لازماً واجب ہے اور جب دعوی نبوت
ہوگا تو اس سے خود شبہ جاتا رہے گا۔ پس

کرامت کا معجزہ میں شبہ و التماہت نہ ہوا۔

ملا علی قاری نے شرح فقہ الکبر میں تشبیلات منقولہ سابق نقل کر کے کہا ہے

کہ ظاہر کلام امام اعظم رحمہ اللہ اس مقام
(فقہ الکبر) میں جمہور علماء کے موافق ہے
کہ جو امر خارج عادت بطور معجزہ نبی کو ملے
جانی ہے وہ بطور کرامت ولی کے لئے
جانی ہے۔ معجزہ اور کرامت میں بجز متحدی
کوئی فرق نہیں ہے۔ اس میں امام قشیری
اور اسکے تبع ابن اسبکی کو اختلاف ہے
وہ کہتے ہیں اس قسم کی کرامت کہ بدون پایہ
بیاتولہ ہو یا تہر کا جانور بن جائے ولی سے
سرزد نہیں ہو سکتی اس قسم کے سوا
اور کرامات کا سرزد ہونا جانی ہے اور قرآن
و حدیث ظہور کرامات اولیاء حضرت مریم

ثم ظاہر کلام الامام الاعظم فی ہذا المقام
موافق لما علیہ جمہور العلماء الاحلہ
من ان کل ما یجازا یتکون کرامۃ لولی
لا فارق بینہما الا التحدی خلافاً للفتاوی
ومن تبعہ کان السبکی حث قال لا الخی
ولد دون والی قلب جماد بھیمہ
فلا یتکون کرامۃ ہذا۔
والکتاب والسنۃ ینطق بطہو الکرامۃ
من مریم وصاحبان۔ واما ما قبل
من ان الاول ارہا ص لنبی عیسی
علیہ السلام ان عجزہ کنوکیا والثانی عجزہ
السیما علیہ السلام فمدفع با لا سند

معجزہ جازا یتکون

ایک علی اند ایک ہذاک دعوی النبوة بل ولایمکن انکر یا علی بملک الفصدة

الاجواز الخوارق لبعض الصالحین
غیر مقرر بدعو النبوة ولا یضربنا
تسمیتہ ارهاصا امجزة لنهی من
سابقا ولاحقا وسیاق القصص والا
سأل عن کیفیة والحاصل ان الامر
الخوارق العادة فهو بالنسبة الى النبي
معجزة سوا طهر من قبله او قبل امته
لدلالة علی صدق نبوته ورسالة فہذا
الاعتبار جعل معجزہ له والافتقار للعجز
انتکون مقارنتہ للتدی علی يد المدعی
وبالنسبة الى الی کو کی کہ امته الی ذہب
خوارق اعداء الله (فرعون وجمال)
وقال انما قضاء حاجات الکرامات
ثم قال واعلم ان طهر خوارق العادة
بطریق الوافقة علی يد التالیہ جائز دون
المتنبہ لان طهر علی يد المتنبی و
یوجب انسداد باب معجزة النبی واما
طهر علی يد التالیہ لایوجب انسداد
باب معجزة الله لان کل عاقل یعرف
ان الدعوی المشتمل عل دلالات المعجز
وسماة القصص لایکون الهاوان

اور آصف سے صاف ناطق ہیں۔ ان کی آیت
کی نسبت جو کہا گیا ہے کہ پہلے کر کے است
حضرت مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی نبوت کا پیشگی معجزہ تھا یا حضرت زکریا
علیہ السلام کا معجزہ۔ اور دوسری کرامت
(آصف) حضرت سلیمان کا معجزہ تھا۔ اسکا
جواب یہ ہے کہ یہ تو صرف یہ دعویٰ ہے
کہ امر خارق عادت جسکی ساتھ دعویٰ نبوت
نہو نبی کے سوار اور صالحین سے سرزد
ہونا جائز و ممکن ہے اسکو کوئی اراص یا
معجزہ اس نبی کا جسکی امته سے وہ سرزد
ہوا ہے (نبی پہلا ہونا خواہ پچھلا) کہے
تو ہمارے دعویٰ کو اس سحر کچھ نقصان
نہیں پہنچتا۔ اور قصہ کی روانگی (بیان)
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بوقت طہو خوارق
مریم یا آصف کسی نبوت کا دعویٰ نہیں
کیا گیا۔ بلکہ حضرت زکریا کو تو خوارق حضرت
مریم کا علم ہی نہیں تھا ورنہ آپ اسکی کیفیت
نہ پہنچتے۔ حاصل یہ کہ امر خلاف عادت
نبی کے حقیقین معجزہ ہے اس سے ظاہر
ہو خواہ اسکی امته سے۔ کیونکہ وہ نبوت

مرئی منہ الف خارق العادہ۔ (شرح لفظ) نبی کی صداقت پر شہادت دیتا ہے اسی لحاظ سے اسکو معجزہ کہا گیا ہے ورنہ حقیقت میں تو معجزہ وہ ہوتا ہے جسکے ساتھ دعویٰ نبوت اور متحدی لطلب معارضہ متقرون ہو۔ اور وہی امر خلاف عادت دلی کے حق میں کراہت ہے اسکے بعد ملا علی قاری نے امور خلاف عادت اعدا دین فرعون و دجال وغیرہ کو ذکر کیا اور انہیں اور معجزات انبیاء میں یہ فرق بتایا کہ خوارق اعدا دین کو کراہت نہیں کہا جاتا۔ ان لوگوں کی حاجت روائی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جس سے مقصود ان لوگوں کی انتہا و عقوبت ہے پھر فرمایا کہ یہ جان رکھو کہ اعدا دین سے جو مدعی ابومیت ہوں گے انہی سے ایسے خوارق عادت کا ظاہر ہونا چاہیئے نہ اُس شخص کے ساتھ سے جو خود بخود نبی بن بیٹھیں یہ اسلئے کہ ناحق مدعی نبوت کے ساتھ پر ایسے امور ظاہر ہوں تو سچے نبی کی نبوت کے پہچان کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور اُس میں اور چھوٹے نبی کے امر خارق عادت میں فرق معلوم نہیں ہوتا۔ اور مدعی ابومیت سے امر خارق عادت ظاہر ہو تو خدا تعالیٰ کی ربوبیت کی پہچان کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو اُسے ابومیت کا چھوٹ اسکے حال سے کہ وہ حادث (نوسیدہ) ہے اور اس میں علامات نقصان و عجز (کہا بانیہا کجہ کمنجا ہونا وغیرہ) پائے جاتے ہیں ظاہر ہو جاتا ہے خواہ اس سے ہزار امر خارق مشاہدہ میں آوے۔

ان تقریرات و عبارات میں عقلی استدلال فریق اول کا جواب مع زواید و فوائد ادا ہوا اور بخوبی ثابت ہو گیا کہ دلی کا الہام نہیں یا اسکی اور کرامات وہی الہام انبیاء اور ان کے اور معجزات میں شبہ انداز نہیں ہیں۔ بلکہ اور مؤید اور مشکوک کے لئے تازہ شواہد و نظائیر ہیں۔ خصوصاً ایسے شخص کے الہامات و کرامات جو ان کو اپنی نبی کی نبوت کی تائید و شہادت میں پیش کرے اور مشکوک الہام نبی کو اسکی نظائیر دکھائے اور بعد ان یہ کہے کہ یہ سب برکات میرے نبی افضل الرسل کو متبع اور خادم ہونیکا صدقہ ہے

براہین احمدیہ میں ریویو ۲۱۸ نمبر ۲ جلد ۲

اور اسی کے کلمات و معجزات چنانچہ مولف برائین ایسے واقع ہوا ہے۔
مقالات و استدالات فریق اول کا جواب تمام ہوا۔ اب فریق دوم (دومینا کے
سکفرین) کا جواب و خطاب شروع ہوتا ہے۔

جواب استدلال (وجہ انکار) فریق دوم

فریق دوم کی استدلال کا حاصل یہ ہے کہ مولف برائین احمدیہ نے
اپنی آپ کو بہت سی آیات قرآن کا جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
و آدم و عیسیٰ و ابراہیم علیہم السلام کے خطاب میں وارد ہیں اور آزا نجد گیارہ آیات
بذل وجہ انکار فریق دوم (صفحہ ۲۴۱) منقول ہو چکی ہیں (مخاطب و مورد نزول ٹھہرایا ہے۔ اور
ان کلمات کا جو انبیاء سے مخصوص ہیں (جیسے وجوب اتباع۔ نزول قرآن۔ وحی رسالت
فتح مکہ حوض کوثر۔ زندہ آسمان کی طرف اٹھنا وغیرہ) محل قرار دیا ہے۔ اس سے مفہوم
ہوتا ہے کہ مولف برائین احمدیہ کو درپردہ نبوت کا دعویٰ ہے

اس کے جواب و وہ ہیں۔ اول یہ کہ مولف برائین احمدیہ نے گنبدہ دعویٰ نہیں کیا
کہ قرآن میں ان آیات کا مورد نزول و مخاطب ہیں ہون اور جو کچھ قرآن یا پہلی کتابین میں
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابراہیم و آدم علیہم السلام کے خطاب
میں خدا نے فرمایا ہے اس سے میرا خطاب مراد ہے اور نہ یہ دعویٰ کیا ہے کہ جو خصوصیات
و کلمات ان انبیاء میں پائی جاتی ہیں۔ وہ مجھ میں پائی جاتی ہیں۔ کلا واللہ ثم باللہ
ثم باللہ اس کتاب میں یا خیر جا مولف نے یہ دعویٰ نہیں کئے۔ اور ان کو کمال تعجب

* اس کی کتاب کا صفحہ ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ وغیرہ کو ملاحظہ فرمائیے اور قیامت کو

حساب کہ ایمان کہ قرآن کو پیش چشم رکھ کر خلاف واقع سوچنے سے باز آؤ۔

اور صاف اقرار ہے کہ قرآن اور پہلی کتابوں میں ان آیات میں مخاطب و مراد وہی انبیاء ہیں جنکی طرف انہیں خطاب ہے اور ان کمالات کے محل وہی حضرات ہیں جنکو خدا تعالیٰ نے ان کمال کا محل ٹھہرایا ہے۔

اپنے اوپر ان آیات کے الہام یا نزول کے دعویٰ سے ان کی مراد (جسکو وہ صریح الفاظ سے خود ظاہر کر چکے ہیں ہم اپنی طرف سے اختراع نہیں کرتے) یہ ہے کہ جن الفاظ یا آیات سے خدا تعالیٰ نے قرآن یا پہلی کتابوں میں انبیاء علیہم السلام کو مخاطب فرمایا ہے ان ہی الفاظ یا آیات سے دوبارہ سبچے بھی شرف خطاب بخشا ہے۔ یہی ہے کہ خطاب میں ان الفاظ سے اور معانی مراد رکھے ہیں جو معانی مقصود و مراد ان اور پہلی کتابوں سے کچھ مغایرت اور کسیتقدر مناسبت رکھتے ہیں اور وہ معانی ان معانی کے اظلال و آثار ہیں۔

تمثیلات

آیت نمبر ۱ (سجاد آیات پیش کردہ فریق ثانی) کے معنی قرآن میں وہ یہی سمجھتے ہیں کہ یہ آیت انحضرت کے خطاب میں ہے اور اس میں انحضرت کا اتباع امت پر واجب کیا گیا ہے۔ اور جب ان ہی الفاظ سے خدا نے اکو ملہم و مخاطب کیا تو ان الفاظ میں (نہ قرآن میں) وہ اپنے آپ کو مخاطب سمجھتے ہیں اور اپنے اتباع سے اتباع انحضرت مراد قرار دیتے ہیں چنانچہ صفحہ ۴۰ کتاب ان الفاظ ملہم کا ترجمہ ان الفاظ سے فرماتے ہیں کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو یعنی اتباع رسول مقبول کرو۔ تا خدا تم سے بھی محبت کرے۔

† یہی اتباع محمدی وہ اپنا اتباع سے اس اشتہار کے (جسکی بیس ہزار کاپی چھپا کر

نمبر ۷ جلد ۷

۲۲۰

براہین احمدیہ جلد ۱۰

اور آیتہ نمبر ۲ کے قرآن میں تو وہ یہی معنی سمجھتے ہیں کہ اس میں قرآن مجید کی نسبت مشرکین کو قول کی حکایت ہے کہ وہ دو بستیوں کو (اور طائف) میں سرکسی سردار آدمی پر کیوں نہ اُترا اور جب ہی ان الفاظ سے خدا نے اُن کو ملہم و مخاطب فرمایا تو (ان میں) نہ قرآن میں) امر منزل سے وہ اپنی الہام کو مراد خداوندی سمجھتے ہیں (یہی وجہ ہے کہ ان کے الفاظ میں لفظ نزل کی بجائے لفظ قرآن وقع نہیں ہوا جیسا کہ قرآن کی آیت میں ہے اور اس کے مطابق آیات پیش کر کے وہ فریق ثانی کے ضمن میں نقل ہوا) اور دو شہروں سے کوئی اور دو شہر (مثلاً لدانہ اور امرتسر) اور سردار آدمی سے کوئی مولوی فاضل (جیسے سرگرم وہ فریق اول و ثانی) مراد قرار دیتے ہیں چنانچہ صفحہ ۵۰۴ ان الفاظ ملہم کا ترجمہ ان لفظوں سے کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیوں نہیں یہ (انکا الہام) اُترا کسی عالم و فاضل پر اور شہروں میں سے الٰہ۔

اور آیتہ نمبر ۵ کے قرآن میں تو وہ یہی معنی سمجھتے ہیں کہ وہ آنحضرت کی خطا میں نازل ہوئی ہے اور اس میں آپ سے پہلے رسولوں کا حال بیان ہوا ہے۔ اور جس میں آپ کی رسالت کی طرف بھی اشارہ ہے۔ (باقی آئندہ)

ہندو انگلستان میں انہوں کو شائع کرنی چاہیے) اس میں مراد کہتے ہیں۔ جو لوگ مولف کی اصل کتاب کو نہیں دیکھتے وہ اس اشتہار کے اس جملہ کہ ”اس کے (یعنی مولف کے) قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بُرد و حرمان ہے“ سے یہی مولف کا دعویٰ نبوت نکالتے ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ مولف کس چال میں اپنی پیروی کو موجب نجات اور اس کے خلاف کو موجب بُرد کہتا ہے وہی آنحضرت کی چال جیسے چلنے کا مولف کو دعویٰ ہے یا اس کی اپنی ذاتی خیالی چال۔ معترفین اصل کتاب نہ سہی اسی اشتہار کے اس فقرہ سے پہلے

ضروری اعلان۔ رسالہ نمبر ۷ سے پہلے یہ جگہ تا مسطورہ لکھ کر پوری اور ان میں سرکار اس کا اتمام نمبر ۹ میں ہوگا۔ انشاء اللہ۔ مولوی خیر الدین شاہ قاسمی کے علاوہ مولف کے دیگر ہندوستانی پیروں میں یہی دعویٰ کیا گیا ہے۔ یہاں پر خیر الدین شاہ قاسمی نے اپنا نام و نشان لکھا ہے۔